وفاق المدارس العربیہ پاکستان کا ترجمان

ماہنامہ

وفاق المدارس

ملتان

جلد نمبر ۲۱ شمارہ نمبر ۱۲ ذوالحجہ ۱۴۴۵ھ جولائی 2024ء

یاد

شمس العلماء
حضرت مولانا شمس الحق افغانی رحمۃ اللہ علیہ

استاذ العلماء
حضرت مولانا خیر محمد جالندھری رحمۃ اللہ علیہ

محدث العصر
حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ

مفکر اسلام
حضرت مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ

جامع المعقول والمنقول
حضرت مولانا محمد ادریس میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ

رئیس المحدثین
حضرت مولانا سلیم اللہ خان رحمۃ اللہ علیہ

استاذ المحدثین
حضرت مولانا عبدالرزاق اسکندر رحمۃ اللہ علیہ

سرپرست

شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم
صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان

شیخ الحدیث حضرت مولانا انوار الحق حقانی مدظلہم
سینئر نائب صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان

مدیر اعلیٰ

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری مدظلہم
ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان

مدیر

مولانا محمد احمد حافظ

خط و کتابت اور ترسیل زر کا پتہ

وفاق المدارس العربیہ پاکستان گارڈن ٹاؤن شیر شاہ روڈ ملتان

فون نمبر 061-6514525-6514526-27 فیکس نمبر 061-6539485
Email:wifaqulmadaris@gmial.com web:www.wifaqulmadaris.org

ناشر: حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری ● مطبع: اقرا اختر پرنٹنگ پریس پرانی غلہ منڈی لوہاری گیٹ ملتان
شائع کردہ: مرکزی دفتر وفاق المدارس العربیہ گارڈن ٹاؤن شیر شاہ روڈ ملتان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست مضامین

تعلیم یا تعذیب.....؟!	کلمۃ المدیر	۳
سپریم کورٹ آف پاکستان میں قادیانی مقدمہ کی ساعت!	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	۶
آوارگی اور حیا باختگی کو روکیے!	مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ	۱۴
نظمِ قرآنی: اسرار و رموز، معانی اور حکمتیں	مولانا محمد عارف جمیل مبارک پوری	۲۲
امامِ اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا حدیثی اور فقہی ذوق	مولانا محمد صدیق ابوالحاج مظفری	۲۹
پڑوسی کے حقوق ارشاداتِ نبوی کی روشنی میں	مولانا مفتی ابوالخیر عارف محمود	۳۶
بچے، قرآن اور ہماری ذمہ داری!	مولانا سید عبدالوہاب شیرازی	۴۱
اسرائیلی جیلوں میں قید فلسطینیوں پر انسانیت سوز مظالم		۴۳
استاذ العلماء حضرت مولانا محمد ابراہیم میمن ٹھٹوی	مولانا ابو محمد سلیم اللہ چوہان سندھی	۴۹
اِشاریہ ماہ نامہ وفاق المدارس ۱۴۴۵ھ	محمد احمد حافظ	۵۶

سالانہ بدل اشتراک

بیرون ملک امریکہ، آسٹریلیا، جنوبی افریقہ اور یورپی ممالک ۳۰ ڈالر- سعودی عرب، انڈیا اور متحدہ امارات وغیرہ ۲۳ ڈالر- ایران، بنگلہ دیش ۲۰ ڈالر-

اندرون ملک قیمت: فی شمارہ: 40 روپے، زرسالانہ مع ڈاک خرچ: 500 روپے

كلمة المدير

تعلیم یا تعذیب......؟!

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

تمام حمد و ثنا اس ذات علیم و خبیر کے لیے ہے جس نے سب سے پہلی وحی ''اقراء'' اور ''علم بالقلم'' نازل فرمائی......درود و سلام ہو معلم انسانیت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر، آپ کے اہل بیت اطہار پر اور آپ کے جاں نثار صحابہ پر۔

اسلام وہ دین ہے جس کی ابتداء ہی تعلیم و تعلّم سے ہوئی ہے۔ اسلام کی سب سے پہلی تعلیم اور قرآن پاک کی پہلی آیت جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمائی وہ علم ہی سے متعلق ہے؛ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ o خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ o اِقْرَاْ وَ رَبُّکَ الْاَکْرَمُ o الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ o عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ o

''پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا، جس نے انسان کو خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا، تو پڑھتا رہ، تیرا رب بڑا اکرم والا ہے جس نے قلم کے ذریعے (علم) سکھایا۔ جس نے انسان کو وہ سکھایا جسے وہ نہیں جانتا تھا''۔ (سورہ علق)

تعلیم کیا ہے؟ یہ جاننے اور سمجھنے کی ضرورت ہے......تعلیم اصل میں اپنے پروردگار کی معرفت حاصل کرنا، اس دنیا میں اپنی حیثیت سے آگاہی؛ یعنی یہ جاننا کہ میں ''عبد'' ہوں، اللہ کا بندہ اور اس کے احکام کا پابند ہوں۔ تعلیم اپنے آپ کو مکارم اخلاق سے آراستہ کرنے کا نام بھی ہے۔ ''اخلاق'' محض ایک لفظ اور زندگی کا محض ایک پہلو نہیں بلکہ ایک مکمل طرزِ زندگی ہے......اچھا بولنا، اچھا کہنا اور اچھا سننا، لایعنی سے پرہیز کرنا، سلیقے سے اٹھنا، بیٹھنا، کھانا، پینا، اچھا انسان ہونا، اچھا شہری ہونا، یہ سب ہمارے دین کی تعلیمات اور اس طرز زندگی کی خوبیاں ہیں جو کسی انسان کو بااخلاق، مہذب اور تعلیم یافتہ ثابت کرتی ہیں۔ انسان یہ سب کچھ اپنے والدین، بہن بھائیوں، ہمسایوں، محلّہ داروں، اپنے عزیز و اقارب، اساتذہ اور معاشرے سے سیکھتا ہے۔

یاد رہے کہ کردار سازی میں یہ تمام عوامل اپنی جگہ لیکن ان میں سب سے اہم عامل 'استاذ' اور 'مدرسہ' ہے۔ استاذ اگر ہمدرد اور شفیق ہے، وہ اپنے پیشے سے مخلص اور اپنے کام میں دیانت سے کام لیتا ہے تو وہ اپنے شاگردوں کے لیے مینارہ نور بن جاتا ہے۔ مدرسہ وہ ماحول فراہم کرتا ہے جہاں انسان اپنی ذات کو علم اور اعلیٰ کردار و اخلاق کے زیور سے آراستہ کر سکے۔ ہمارے دینی مدارس الحمدللہ اس سلسلے میں اپنا بھرپور کردار ادا کر رہے ہیں؛ اور قوم کو نتائج بھی دے

رہے ہیں۔لیکن کیا عصری تعلیمی ادارے بھی اس معنیٰ میں اپنا کردارادا کررہے ہیں یانہیں؟......اس سوال پر جب بھی کوئی صاحب فکر غور کرے گا تو جواب نفی میں پائے گا۔

عصری تعلیمی اداروں میں سال بھر کیا پڑھا اور پڑھایا جاتا ہے؟......نونہالانِ وطن کو تعلیم کے نام پر کس کس طرح ذِبح کیا جاتا ہے؟ یہ باتیں کسی سے مخفی نہیں۔ ہمارے عصری تعلیمی ادارے جلب زر کا ذریعہ بن چکے ہیں۔اس مہنگائی کے دور میں والدین اپنا پیٹ کاٹ کر بچوں کو تعلیم دلانے پر مجبور ہیں۔ اسکولوں میں جہاں بچوں کو بااخلاق ، باکردار، مہذب شہری بنانے پر محنت کی جانی چاہیے تھی وہاں ناچ گانے کی کلاسز ہونے لگی ہیں، موسیقی سکھانے کے لیے ٹیچرز رکھے جارہے ہیں۔کالجز اور یونیورسٹیز میں غیروں کے تہوار دُھوم دھام سے منائے جانے لگے ہیں۔کلچرل ڈیز کے نام پر بیبا کی ، بے حیائی، اخلاق باختگی اور فحاشی کو منظّم طریقے سے عصری تعلیمی اداروں میں پروان چڑھایا جارہا ہے۔اخلاق کیا ہے؟، کردار کی عظمت کیا ہوتی ہے؟ سربلند اور پرعزم قوموں کا کیا وطیرہ ہوتا ہے؟ ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہمارے کیا فرائض اور ہمارے کیا حقوق ہیں؟......ان اداروں کو اس سے کوئی سروکار نہیں۔ابھی حال ہی میں نونہالان وطن نے میٹرک کے امتحانات دیے ہیں۔امتحانات ہی کسی بھی تعلیمی نظم کی اہمیت، اہلیت اور افادیت جانچنے کا ذریعہ ہوتے ہیں۔

ہمارے ملک میں میٹرک کے سالانہ امتحانات مئی جون میں ہوتے ہیں جو شدید گرمی کا موسم ہے۔امتحانات کی تاریخیں اس قدر تاخیر سے معلوم ہوتی ہیں کہ طلبہ کو بروقت آگاہی نہ ہو تو ضرور ایک دو پیپر سے غیر حاضر رہ جائیں۔پھر بعض سیاسی اور موسمی عوامل کی وجہ سے عین امتحان کے دنوں میں تاریخیں آگے پیچھے ہوتی رہتی ہیں۔مثلاً اس مرتبہ سندھ میں میٹرک کے امتحانات کے دوران ایک مرتبہ ہیٹ اسٹروک اور دوسری مرتبہ 'یوم تکبیر' کی وجہ سے تاریخیں تبدیل کی گئیں۔امتحانات کے دوران نقل عروج پر رہی۔امتحانی پرچے مسلسل اور باقاعدگی کے ساتھ آؤٹ ہوتے رہے۔امتحانی سینٹرز ایسے اسکولوں کو بھی بنایا گیا جہاں نہ بجلی تھی نہ پانی، حتیٰ کہ امتحانی پرچے حل کرنے اور بیٹھنے کے لیے بینچز بھی نہیں تھیں۔اس تمام صورت حال میں امتحان دینے والا طالب علم اور اس کے والدین جس ذہنی کوفت اور کرب واذیّت سے گزرتے ہیں وہ محتاج بیان نہیں۔ یہ اس کے باوجود ہے کہ سرکاری تعلیمی ادارے امداد کے نام پر یوایس ایڈ، ورلڈ بینک اور کئی دیگر عالمی اداروں سے تعلیم کے نام پر بھاری فنڈز بھی وصول کرتے ہیں۔ایک شہری نے سندھ میں ہونے والے امتحانی عمل میں بدانتظامی اور اس کی زبوں حالی کا نقشہ کچھ یوں کھینچا ہے:

’’گزشتہ دنوں کراچی میں نویں اور دسویں جماعت کے امتحانات کا آغاز ہوا کراچی ایجوکیشن بورڈ کی جانب سے جن سرکاری اسکولوں کی عمارتوں کو امتحانی مرکز بنایا گیا ان کے بدتر حالات دیکھے

جا سکتے ہیں، محمود آباد، ڈرگ روڈ، شاہ فیصل کالونی جیکب لائن، ملیر، لانڈھی، کورنگی، ماڈل کالونی اور بہت سے دوسرے علاقوں میں ایسے سرکاری اسکولوں کی عمارتوں کو امتحانی مرکز بنایا گیا ہے جن میں نہ پنکھے ہیں نہ پینے کا پانی ہے نہ بیٹھنے کے لیے کرسیاں ہیں، نہ کسی اسٹینڈ بائی جنریٹر کا انتظام ہے۔ ملیر کے ایک امتحانی مرکز میں مقامی ڈیکوریشن سروس سے کرسیاں لے کر کلاسوں میں رکھی گئی ہیں۔ کئی کلاسوں میں پنکھے تو کجا بجلی کے بورڈ تک موجود نہیں ہیں۔ ارباب اختیار ایک ڈیکوریشن سروس کی کرسی پر محض پانچ منٹ بیٹھ کر ایک صفحے کی کوئی درخواست لکھیں تو انہیں احساس ہوگا کہ کتنا مشکل کام ہے، یہ طلبہ جنہیں قوم کا مستقبل اور معمار کہا جاتا ہے انہیں بھیڑ بکریوں کی طرح عمارتوں میں ٹھونس دیا گیا ہے۔

یہ ساری تفصیل کسی کی ذہنی اختراع نہیں بلکہ حقیقت ہے اور کراچی کا بچہ بچہ اس حقیقت سے اچھی طرح واقف ہے، گویا تعلیم اور تعذیب کو لازم وملزوم کر دیا گیا ہے۔

یادش بخیر!......وفاق المدارس العربیہ پاکستان بھی ایک تعلیمی اور امتحانی بورڈ ہے، اس کا اہم ترین فنکشن سالانہ امتحانات کا انعقاد ہے۔ وفاق المدارس کے تحت منعقد ہونے والے امتحانات کی بہت سی خصوصیات ہیں......منجملہ ان میں سے چند یہ ہیں:

وفاق کے تحت منعقد ہونے والے امتحانات کی تاریخیں کئی ماہ پہلے طے کر دی جاتی ہیں۔ متعین تاریخوں کو تبدیل نہیں کیا جاتا۔ امتحانی سینٹرز کا انتخاب دیکھ بھال کر کیا جاتا ہے کہ آیا وہاں جملہ سہولیات دستیاب ہیں کہ نہیں، سیکورٹی ایشو تو نہیں ہے؟!۔ طلبہ اور امتحانی عملے کے لیے موسم کے لحاظ سے سہولت فراہم کی جاتی ہے۔ چونکہ وفاق المدارس کے امتحانات اسلامی مہینے کے مطابق ہوتے ہیں اس لیے شدید گرم یا نہایت سرد موسم کا دورانیہ نہایت کم ہوتا ہے۔ ملک بھر میں امتحانات ایک ہی وقت امتحان کا آغاز ہوتا ہے۔ پرچہ آؤٹ ہونا یا نقل کے امکانات نہ ہونے برابر ہوتے ہیں۔ وفاق المدارس کے تحت امتحانی دورانیہ بھی مختصر یعنی محض ایک ہفتہ ہوتا ہے، جس سے طلبہ پر کسی قسم کے منفی نفسیاتی اثرات نہیں پڑتے۔ امتحانات کے بعد امتحانی پرچوں کی چیکنگ میں مستعدی دکھائی جاتی ہے اور جلد سے جلد امتحانی نتائج مرتب کر کے ان کا اعلان کر دیا جاتا ہے۔

چند برس قبل سندھ میٹرک بورڈ کے ایک اعلیٰ عہدیدار نے وفاق المدارس العربیہ کے تحت ہونے والے امتحانات کا مشاہدہ کیا؛ ان کے تاثرات تھے کہ ''وفاق المدارس کے نظم امتحان سے ہمیں بہت کچھ سیکھنے کی ضرورت ہے۔''

واقعی وفاق کے نظم سے سیکھنے کی ضرورت ہے، اور علماء اس باب میں بخل سے کام نہیں لیں گے......ان شاء اللہ!۔

سپریم کورٹ آف پاکستان میں قادیانی مقدمہ کی سماعت!

(مقدمہ پر ایک طائرانہ نظر)

حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب

۱......۷ مارچ ۲۰۱۹ء کو چناب نگر میں قادیانی نظارت تعلیم کے زیر اہتمام قادیانی تعلیمی اداروں کی مشترکہ تقریب منعقد ہوئی، جس میں تقریباً ۳۰ لڑکوں اور ۳۲ لڑکیوں میں مرزا محمود کی تفسیر صغیر تقسیم کی گئی۔

۲......۶ دسمبر ۲۰۲۲ء کو تحریف شدہ تفسیر صغیر کی تقسیم پر تھانہ چناب نگر میں مندرجہ ذیل افراد کے خلاف ۲۹۵ بی، ۲۹۵ سی اور قرآن ایکٹ ۲۰۱۱ء کے تحت مقدمہ نمبر ۲۲/۶۶۱ پر ایف آئی آر درج کرائی گئی:

(لیکن ایک سال تک کسی ملزم کو گرفتار نہیں کیا گیا۔)

(۱) خالد احمد (ناظر اعلیٰ انجمن احمدیہ)، (۲) ملک خالد مسعود (ناظر اشاعت)،

(۳) مرزا فضل احمد (ناظر تعلیم)، (۴) سلیم الدین (ناظر امور عامہ)،

(۵) پرنسپل مدرسۃ الحفظ، (۶) پرنسپل عائشہ اکیڈمی،

(۷) پرنسپل مدرسہ للبنات، ودیگر نامعلوم ملزمان۔

(مدرسۃ الحفظ کا پرنسپل مبارک ثانی قادیانی ہے، جس کو مذکورہ ایف آئی آر کی روشنی میں گرفتار کیا گیا۔ نیز وقوعہ اور ایف آئی آر میں وقفہ کا باعث یہ ہوا کہ اتنا عرصہ ایف آئی آر کے درج کرنے میں انتظامیہ ٹال مٹول کرتی رہی۔)

۳......جنوری ۲۰۲۳ء میں مندرجہ بالا ملزمان میں سے مبارک احمد قادیانی پرنسپل مدرسہ الحفظ کو گرفتار کیا گیا۔ (ملزم مبارک احمد کی گرفتاری کے نتیجہ میں ۷ جنوری ۲۰۲۳ء کو قادیانی شرپسند عناصر نے تھانہ چناب نگر پر دھاوا بھی بولا۔)

۴......کیس سیشن کورٹ میں گیا، ملزم مبارک احمد قادیانی پر فرد جرم عائد ہوئی، ایڈیشنل جج راجہ اجمل نے ستمبر ۲۰۲۳ء میں ضمانت خارج کی۔

۵......ضمانت کا کیس ہائی کورٹ میں گیا، نومبر۲۰۲۳ء میں جسٹس فاروق حیدر نے ضمانت خارج کردی۔

۶......ضمانت کا کیس سپریم کورٹ میں گیا، قادیانیوں نے ضمانت کی درخواست دی تو ۶فروری ۲۰۲۴ء کو ملزم مبارک احمد قادیانی کو ضمانت پر بری کردیا گیا۔

۷......مجلس تحفظ ختم نبوت سمیت تمام مذہبی جماعتوں نے سپریم کورٹ کے متنازعہ فیصلے کو یکسر مسترد کیا۔

۸......مجلس تحفظ ختم نبوت نے ملک بھر میں آل پارٹیز اجلاسات منعقد کئے۔ جس سے سوشل میڈیا پر ملک بھر سے سپریم کورٹ کے اس متنازعہ فیصلہ کے خلاف شدید احتجاج ہوا۔

۹......۲۱فروری ۲۰۲۴ء کو لاہور میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام فیصلہ سے متعلق آل پارٹیز کنونشن ہوا۔

۱۰......۲۲فروری ۲۰۲۴ء کو سپریم کورٹ نے اپنے لیٹر پیڈ پر فیصلہ کی وضاحت دی۔ سپریم کورٹ کے اصل فیصلہ اور وضاحت میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔

۱۱......۲۶فروری ۲۰۲۴ء کو سپریم کورٹ نے اس کیس پر پنجاب حکومت کی نظر ثانی کی درخواست منظور کی اور مزید نظر ثانی میں فریق بننے کی اجازت دی اور مندرجہ دس (۱۰) اداروں سے قرآن وسنت کی روشنی میں رائے طلب کی۔ وہ دس ادارے یہ ہیں: (۱) جامعہ دارالعلوم کراچی، (۲) جامعہ نعیمیہ کراچی، (۳) اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان، (۴) جامعہ سلفیہ فیصل آباد، (۵) جامعہ امدادیہ فیصل آباد، (۶) قرآن اکیڈمی از ڈاکٹر اسرار، (۷) جامعہ محمدیہ بھیرہ، (۸) جامعۃ المنتظر لاہور، (۹) عروۃ الوثقیٰ لاہور، (۱۰) المورد لاہور۔

۱۲......۲۸مارچ ۲۰۲۴ء کو نظر ثانی کیس کی تاریخ تھی جس میں عدالت نے کہا کہ دس اداروں کی آراء آچکی ہیں لیکن ابھی ہم نے پڑھی نہیں، تین ہفتوں بعد کیس کی دوبارہ سماعت کا اعلان ہوگا۔

۱۳......تین ہفتوں بعد کیس کی سماعت کی تاریخ مقرر نہ ہونے پر تشویش لاحق ہوئی، تو تقریباً ایک ماہ بعد مجلس تحفظ ختم نبوت کی جانب سے ۲۵، اپریل ۲۰۲۴ء کو جناب چیف جسٹس آف پاکستان کے نام کھلا خط لکھا گیا۔

۱۴......۸مئی ۲۰۲۴ء کو مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام مذہبی جماعتوں کا آل پارٹیز اجلاس لاہور دفتر میں منعقد کیا گیا، جس میں فیصلہ کیا گیا کہ اگر سپریم کورٹ کی طرف سے تاریخ نہ لگی تو اسلام آباد میں سربراہی آل پارٹیز اجلاس بلایا جائے گا۔

۱۵......۱۱مئی ۲۰۲۴ء کو ملی یکجہتی کونسل کا اسلام آباد میں اجلاس منعقد کیا گیا۔

۱۶......۲۷مئی ۲۰۲۴ء کو ڈاکٹر ابوالخیر محمد زبیر صاحب کی صدارت میں ملی یکجہتی کونسل کے زیراہتمام آل پارٹیز سربراہی اجلاس الفلاح ہال اسلام آباد میں منعقد ہوا۔ جس میں فیصلہ ہوا کہ سرکردہ شخصیات سماعت

کے موقعہ پر سپریم کورٹ میں موجود ہوں۔

۱۷...... پہلے ۲۸مئی ۲۰۲۴ کی تاریخ اور پھر ۲۹مئی کی تاریخ مقرر ہوئی۔

۱۸......اتفاق کی بات ہے ۲۹رمئی ۱۹۷۴ء کو دو ہزار قادیانی جنونی نوجوانوں نے قادیانی چیف گروہ مرزا طاہر احمد کی قیادت میں چناب نگر ریلوے اسٹیشن پر نشتر میڈیکل کالج ملتان کے مسلمان طلباء کو مارا پیٹا، زخمی کیا۔ ان کی ہڈی پسلی، ہنسلی ایک کردی جس کے ردعمل میں تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء چلی اور قادیانی قومی اسمبلی سے متفقہ طور پر غیر مسلم اقلیت قرار پائے۔

۱۹......ٹھیک پچاس سال بعد ۲۹رمئی ۲۰۲۴ء کو سپریم کورٹ کے بینچ نمبر۱ میں قادیانی ملزم مبارک ثانی کی ضمانت کے فیصلہ پر نظر ثانی کے کیس کی سماعت ہوئی۔

۲۰......سماعت تین رکنی سپریم کورٹ کے بینچ نے کی۔ جس کے سربراہ چیف جسٹس آف پاکستان جناب عزت مآب قاضی فائز عیسیٰ تھے۔ اراکین جناب جسٹس عرفان سعادت خان اور جناب جسٹس نعیم اختر افغان تھے۔

۲۱......اس کیس کا کازلسٹ میں چھٹا نمبر تھا۔ اپنے نمبر پر کیس کی سماعت کا آغاز ہوا۔

۲۲......سپریم کورٹ کا عدالت نمبر۱ کا پورا ہال وکلاء، علماء اور مختلف مسالک کے قائدین سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ بعض حضرات جگہ نہ ملنے کے باعث ہال میں کھڑے رہے۔ عدالتی کارروائی کے دوران پورا دن یہ کیفیت آخر تک برقرار رہی۔

۲۳......ملی یکجہتی کونسل کے ڈاکٹر ابوالخیر محمد زبیر، ڈاکٹر فرید احمد پراچہ، مولانا سید حسین الدین شاہ مہتمم جامعہ نعیمیہ، مجلس ختم نبوت کے خادم فقیر راقم (اللہ وسایا)، سندھ اہل سنت کے نمائندہ...... جناب مفتی محمد حنیف قریشی اسلام آباد، مولانا عزیز کوکب، کرسیوں کی پہلی رو میں تھے۔ مولانا مفتی عبدالسلام، مولانا محمد طیب فاروقی، مولانا مفتی عبدالرشید، مولانا قاضی ہارون الرشید، مولانا عبدالوحید قاسمی، جناب ڈاکٹر عمار خان ناصر، جمعیت اہل حدیث کے حافظ مقصود، قاری تنویر احمد احرار اور دیگر تمام مسالک کی جماعتوں کے رہنماؤں کی بھی بھرپور نمائندگی موجود تھی۔ مہمانوں اور نامی گرامی وکلاء سے کمرہ عدالت بھرا ہوا تھا۔ مقدمہ کے مدعی جناب حسن معاویہ اپنے وکلاء کی ٹیم کے ہمراہ...... جماعت اسلامی کے وکیل جناب شوکت عزیز صدیقی، جمعیت علماء اسلام کے وکیل جناب کامران مرتضیٰ سینئر وسینئر قانون دان، جناب چوہدری غلام مصطفیٰ ایڈووکیٹ، جناب فضل الرحمٰن خان ایڈووکیٹ، جناب سیف اللہ گوندل ایڈووکیٹ، جناب سعید بھٹہ ایڈووکیٹ، جناب طارق صاحب ایڈووکیٹ تلہ گنگ کے علاوہ درجنوں وکلاء موجود تھے۔ سپریم کورٹ میں داخلے کے لئے محدود پاس جاری کئے

گئے۔ باقی بچ جانے والے پورا دن باہر رہے ان کا بھی خاصہ رش رہا۔

۲۴...... چھٹے نمبر پر کیس کی سماعت کے آغاز پر جناب چیف جسٹس صاحب نے فرمایا کہ سب سے پہلے جو اجتماعی پانچ اداروں کی رائے ہے اسے زیر سماعت لائیں گے۔ پھر دوسرے ادارے جن سے رائے مانگی گئی ان کو سنیں گے۔ ترتیب لگانے کے لئے فائل عدالتی عملہ کے ذمہ لگادی گئی اور دوسرے کیسوں کی سماعت شروع کردی گئی۔ عدالتی وقفہ کے بعد پھر اس کیس کی باری آئی۔ مجموعی طور پر تسلسل کے ساتھ چار گھنٹے کے لگ بھگ اس کیس کی سماعت ہوئی۔

۲۵...... وفاق المدارس العربیہ کے سربراہ حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم نے عدالتی حکم پر نظر ثانی کے کیس پر ایک جامع رائے کئی صفحات پر لکھی، دارالعلوم کراچی کے حضرت مولانا محمد تقی عثمانی، جامعہ نعیمیہ کراچی کے حضرت مولانا مفتی منیب الرحمٰن، جامعہ سلفیہ فیصل آباد کے حضرت مولانا محمد یٰسین، جامعہ اسلامیہ امدادیہ فیصل آباد، قرآن اکیڈمی (قائم کردہ ڈاکٹر اسرار احمد مرحوم) ان پانچ اداروں نے متفقہ طور پر مولانا مفتی محمد تقی عثمانی کی رائے پر دستخط کردیئے تھے۔

اسلامی نظریاتی کونسل، عروۃ الوثقیٰ لاہور، جامعہ المنتظر لاہور، جامعہ محمدیہ بھیرہ نے اپنی اپنی آراء علیحدہ علیحدہ ارسال کیں۔

۲۶...... سپریم کورٹ نے جن دس اداروں سے اس کیس کی رائے طلب کی تھی۔ دس میں سے ۹ ادارے اس رائے پر متفق تھے کہ چیف جسٹس کا قادیانی مبارک ثانی کیس کی ضمانت کا فیصلہ درست نہیں، تصحیح طلب اور حک واضافہ کے قابل ہے، گورنمنٹ پنجاب کے ایڈووکیٹ جنرل، مدعی کے وکلاء اور دیگر تیس کے لگ بھگ ادارے یا شخصیات جو نظر ثانی میں فریق تھے۔ سب تحریری وتقریری طور پر متفق تھے کہ عدالتی فیصلہ درست نہیں۔ اس کے صحیح ہونے پر ایک بھی رائے نہ آئی۔

۲۷...... چنانچہ خود چیف جسٹس صاحب آف پاکستان نے سماعت کے دوران آبزرویشن دی کہ ''اس فیصلہ میں سپریم کورٹ نے ممکن ہے کہ اختیارات کے حدود سے تجاوز کیا ہو۔''

۲۸...... سپریم کورٹ نے جن دس اداروں سے رائے مانگی؟ ان اداروں نے فیصلہ کو غیر درست قرار دیا۔ ایک ادارہ جناب غامدی کا قائم کردہ المورد نے اقرار کیا کہ یہ ادارہ کوئی دارالافتاء نہیں۔ چند مختلف الخیال افراد اس میں شامل ہیں۔ البتہ انہوں نے اپنے جواب میں جناب مولانا ابوالاعلیٰ مودودی اور جناب امین احسن اصلاحی کی تحریرات لگائیں۔ حالانکہ ان کا کیس سے قطعاً کوئی تعلق نہ تھا اور ان تحریرات کو لف کرنا بددیانتی اور

دجل پر مبنی قرار دیئے بغیر چارہ نہیں۔ البتہ جناب غامدی صاحب اور ڈاکٹر عمار ناصر صاحب کے کتب ومضامین کے صفحات کے فوٹو ساتھ لگائے گئے۔ جناب غامدی صاحب کی انفرادی رائے جوامت کے متفقہ اور اجماعی مؤقف کے یکسر خلاف اور قادیانیت کی سہولت کاری پر مشتمل ہے۔ مثلاً غامدی صاحب قادیانیوں کو غیر مسلم نہیں کہتے۔ وہ قرارداد مقاصد کے آئین کا حصہ بننے کے خلاف ہیں۔ وہ پاکستان کے نام کے ساتھ ''اسلامی مملکت'' کے الفاظ لکھنے کے خلاف ہیں کہ سٹیٹ کا مذہب سے تعلق نہیں۔ یہ چیزیں غامدی صاحب کی اپنی رائے ہیں جو دستوری وقانونی اور امت کے اجماعی مؤقف سے بظاہر متصادم ہیں۔ اس لئے ان سے رائے لینے پر کئی سوال اٹھتے ہیں کہ ملک کے آئین سے اتفاق نہ کرنے والوں سے رائے لینا: چہ معنی دارد!

۲۹......دوران سماعت ڈاکٹر فرید پراچہ روسٹرم پر آئے اور بیان دیا: مولانا مودودی صاحب قادیانیوں کو غیر مسلم مانتے تھے، ان کی تحریرات کو ادارہ المورد کا اپنے مؤقف کے ساتھ شامل کرنا بددیانتی ودجل اور بانی جماعت کو بدنام کرنے کی گھناؤنی سازش ہے جس کی میں پرزور مذمت کرتا ہوں۔ اس سے المورد کا قادیانیوں کی سہولت کاری میں گھناؤنا عمل پارہ پارہ کرکے ڈاکٹر فرید پراچہ نے رکھ دیا۔

۳۰......دوران سماعت جسٹس عرفان سعادت خان نے بلند آواز میں کلمہ توحید اور کلمہ شہادت پڑھ کر ریمارکس دیئے کہ بینچ میں شامل تمام ججز حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر مکمل ایمان رکھتے ہیں۔ اس بات کی چیف جسٹس آف پاکستان اور جناب جسٹس سعادت خان نے تائید کی اور دہرایا بھی۔ اس وقت سپریم کورٹ کا ایوان ختم نبوت کے اقرار کی برکات کا محل نظر آتا تھا۔ یہ انہوں نے اپنے جذبہ ایمانی اور اسلامی حمیت سے فرمایا، کسی نے ان سے مطالبہ نہ کیا تھا۔ انگریزی اخبارات نے رپورٹنگ میں غلط بیانی سے کام لیا ہے۔

۳۱......چیف جسٹس نے سورۃ احزاب کی آیت کا حوالہ دے کر ابزرویشن دی کہ بات ختم، اس آیت کا جو منکر ہے وہ مسلمان نہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النّبیین میں دورائے نہیں ہوسکتی، نہ اس سے زیادہ بات ہوسکتی ہے اور نہ اس قرآنی آیت کی کوئی اور تشریح ہوسکتی ہے۔ جناب چیف جسٹس صاحب کی اس ابزرویشن پر پورے ایوان میں بشاشت پھیل گئی۔

۳۲......ایک موقع پر ملزم مبارک احمد ثانی کے وکیل نے الزام لگایا کہ ایک خاص کمیونٹی کے خلاف کام کرنا اور مقدمے درج کرانا مدعی مقدمہ کا پیشہ ہے جس پر عدالت نے وکیل کو جواب دیا اور جسٹس عرفان سعادت خان نے ریمارکس دیئے کہ ہوسکتا ہے کہ وہ یہ کام تحفظ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کررہا

ہو۔جسٹس عرفان سعادت خان کے ریمارکس پر کمرہ عدالت تالیوں سے گونج اٹھا۔

۳۳......شمالی وزیرستان میں لڑکیوں کے سکول کو جلانے کا معاملہ بھی عدالت نے اٹھایا گیا اور کہا گیا کہ علماء کرام اس کی مذمت کیوں نہیں کرتے۔روسٹرم پر موجود علماء کرام نے ایک آواز میں کہا کہ ایسا کرنا ظلم ہے اور ہم اس کی مذمت کرتے ہیں۔اس میں کوئی دورائے نہیں۔اسے ہمارے سر نہ لگایا جائے۔اس پر عدالت نے خوشی سے سکوت اختیار کرلیا۔

۳۴......دوران سماعت جب زیر بحث کیس کے فیصلہ کو چیف جسٹس صاحب کا فیصلہ کہا گیا تو انہوں نے اپنی طرف اس فیصلہ کے انتساب کی بجائے عدالت کا فیصلہ کہنے کا فرمایا۔گویا وہ اس زیر بحث فیصلہ کی اپنی طرف نسبت کو اپنے لئے عار سمجھنے لگے۔

۳۵......پنجاب حکومت کے وکیل نے عدالتی فیصلے کے پیرا گراف نمبر ۸ تا ۱۰ پر نظر ثانی کی استدعا کی اور مؤقف اختیار کیا کہ تفسیر صغیر میں قرآن کریم کی تحریف کی گئی ہے، مذکور کتاب تحریف قرآن ہے۔

۳۶......مدعی مقدمہ کے وکیل نے دلائل دیتے ہوئے مؤقف اپنایا کہ آئین کے آرٹیکل ۲۰ اور ۲۲ کا اطلاق، قادیانیت، جماعت احمدیہ اور لاہوری گروپ پر نہیں ہوتا۔کیونکہ یہ اسلام کا لبادہ پہن کر لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں اور قانون کے تحت ان پر علی الاعلان عوامی مقامات پر اپنے عقائد کی ترویج وتبلیغ کی پابندی ہے۔قادیانی مبارک احمد کے قادیانی وکیل نے بتایا کہ جب ۲۰۱۹ء میں تفسیر صغیر کی تقسیم کا واقعہ پیش آیا اس وقت قانون کے تحت یہ جرم نہیں تھا،تفسیر صغیر پر پابندی ۲۰۲۱ء میں لگی۔اس پر سرکاری وکیل نے کہا کہ ۲۰۱۱ء میں بھی قرآن مجید کی تحریف پر مبنی اشاعت جرم تھی۔عدالت نے اس سے اتفاق کیا تو قادیانی وکیل کی کیفیت دیکھنے سے تعلق رکھتی تھی۔

۳۷......کیس کی سماعت شروع ہوئی تو چیف جسٹس نے فرمایا کہ جن پانچ اداروں نے مشترکہ جواب جمع کیا ہے۔پہلے اسے اور اس کے بعد باقی مذہبی مکتبہ فکر کے اداروں کا جواب سنیں گے۔مذکورہ اداروں کے مشترکہ جواب کو جامعہ نعیمیہ کے نمائندے مولانا پیر سید حسنین شاہ صاحب کے صاحبزادہ مولانا مفتی حبیب الحق نے پڑھ کر سنایا جس میں عدالتی فیصلے کے پیرا گراف نمبر آٹھ سے دس تک پر نظر ثانی کی استدعا کی گئی تھی اور مؤقف اختیار کیا گیا تھا کہ عدالت نے اپنے فیصلے میں جن قرآنی آیات کا حوالہ دیا ہے اس کا اس مقدمے سے کوئی تعلق نہیں۔مشترکہ جواب میں یہ بھی کہا گیا تھا کہ ملزم کا معاملہ ٹرائل کورٹ پر چھوڑ دیا جائے اور سپریم کورٹ کے کسی ابزرویشن سے متاثر ہوئے بغیر ٹرائل کورٹ کو قانون اور حقائق کے مطابق فیصلہ کرنے دیا جائے۔

۳۸......جب متفقہ بیان پڑھا جارہا تھا کہ ’’قرآنی آیت حذف کردی جائے‘‘ تو چیف جسٹس نے کہا کہ:

قرآنی آیت حذف کردی جائے؟ تو بیان پڑھنے والے نے کہا کہ ''اس فیصلہ میں غیر محل بے موقع جو آیت درج ہے وہ اس فیصلہ سے حذف کردی جائے''، تو معاملہ صاف ہوگیا۔

۳۹...... ہر شخص پر واضح ہوا کہ پانچ اداروں کی متفقہ رائے نے اس خدشہ کا راستہ بند کردیا ہے کہ مختلف اداروں کے اختلاف رائے سے غیر درست فیصلہ کے لئے کوئی راستہ نکالا جائے گا۔

۴۰......اسلامی نظریاتی کونسل نے عدالت میں اپنی رائے پر مشتمل بیان جمع کرایا ہوا تھا۔ اس کو پڑھنے اور پیروی کے لئے مفتی انعام اللہ، مفتی غلام ماجد اور ڈاکٹر عمیر صدیقی صاحب روسٹرم پر آئے۔ مؤخر الذکر اب نظریاتی کونسل کے رکن نہیں۔ مگر ان کو متفقہ طور پر اسلامی نظریاتی کونسل کا بیان پڑھنے کے لئے کہا گیا۔

چیف جسٹس نے اعتراض کیا اور ابز رویشن دی کہ اسلامی نظریاتی کونسل قرآن وسنت کی روشنی میں معاملے پر بات کرے، قانونی پہلو دیکھنے کے لئے عدالت اور وکلاء موجود ہیں۔ چیف جسٹس نے کہا ہم ایک دوسرے کی حدود وقیود سے آگاہ ہیں، اسلامی نظریاتی کونسل کا کام شرعی پہلو کو دیکھنا ہے۔ جب کہ قانون کی تشریح عدالت کا کام ہے۔

۴۱......نظریاتی کونسل کے نمائندہ نے اپنے بیان میں قانون کا حوالہ دیا تو چیف جسٹس صاحب نے کہا کہ پھر قانون کی بات کرتے ہو؟ اس پر پیچھے سے ایک وکیل نے کہا کہ کیا عدالت یا وکیل کے علاوہ کوئی قانون کا حوالہ بھی نہیں دے سکتا تو اس پر خاموشی ہوگئی۔ لیکن تھوڑی دیر بعد اسی نظریاتی کونسل کے نمائندہ سے عدالت نے آئین وقانون کی مختلف دفعات پڑھنے کا حکم دیا اور انہوں نے بڑے اعتماد سے پڑھیں اس پر پھر کسی نے پیچھے سے کہا کہ اب عدالت ووکیل کے علاوہ قانون سے استدلال کرنا اوروں کے لئے جائز ہوگیا ہے؟

۴۲......اس کے بعد عدالت نے عروۃ الوثقیٰ کا مؤقف پڑھنے کے لئے کہا تو ان کا نمائند موجود نہ تھا۔ یہ بھی ہوا کہ عروۃ الوثقیٰ کا نام چیف جسٹس کی زبان پر نہ چڑھا، تو انہیں پوچھنا پڑا کہ کیا نام ہے؟۔ اس سے ثابت ہوا کہ وہ اس ادارہ کو ذاتی طور پر نہیں جانتے۔ مختلف اداروں کی فہرست جس ذات شریف نے ...... چیف جسٹس کو مہیا کی اسی نے المورد کو ذاتی پسند کی بنا پر شامل کر کے اختلاف رائے سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی اور وہ مبیّنہ عدالت کے مشیر ڈاکٹر مشتاق صاحب ہیں۔ ان کا یہ عمل عدالت عظمیٰ کے چیف جسٹس صاحب کی توجہ کا متقاضی ہے کہ وہ عدالت کی خدمت کر رہے ہیں یا؟

۴۳......عروۃ الوثقیٰ کا نمائندہ موجود نہ ہونے پر ڈاکٹر عمیر صدیقی صاحب نے پیشکش کی کہ عدالت عظمیٰ اگر

اجازت دے تو ان کا بیان میں پڑھ دیتا ہوں۔جس پر بڑی بشاشت سے چیف جسٹس صاحب نے اجازت دی اور ڈاکٹر عمیر صدیقی نے عروۃ الوثقٰی والوں کے بیان کے بعض حصے پڑھ کر سنائے۔

۴۴......اسلامی نظریاتی کونسل کے نمائندے نے کہا کہ آئین کے آرٹیکل ۱۹، ۲۰ اور ۲۲ کا اطلاق قادیانیت پر نہیں ہوتا، یہ مذہب نہیں، جھوٹا لبادہ ہے، عدالت فیصلے میں موجود جملے حذف کرے۔

۴۵......عروۃ الوثقٰی کے بعد جامعہ محمدیہ بھیرہ کا عدالت عظمٰی کے زیر سماعت کیس میں جمع شدہ بیان پڑھنے کے لئے مولانا مفتی محمد شیر خان تشریف لائے۔وقت کم تھا انہوں نے تجویز دی کہ تحریری بیان ہمارے ادارہ کا جمع ہے۔میں چند باتیں اس کے علاوہ کہتا ہوں۔مفتی شیر محمد نے عدالت کو بتایا کہ:

(۱) عوامی مقامات پر قادیانیوں کو تبلیغ وترویج کی اجازت نہیں، ایسا کرنا قانوناً جرم ہے، مذہب کی تبلیغ وترویج کے بارے عدالتی فیصلہ واپس لینے پر سب مکتبہ فکر کے ادارے اور علماء متفق ہیں۔

(۲) قادیانی پرائیویٹ طور پر اپنی چاردیواری یا عبادت گاہ یا گھر میں بھی اسلامی اصطلاحات یا اسلامی اعمال استعمال نہیں کرسکتے۔جس سے ان کا مسلمان ہونا سمجھا جائے۔یہ آئین کے خلاف ہوگا وہ گھر پر اپنے کفر کو اسلام کے نام پر پیش کریں۔جب پتہ چلے تو قانون ان کے خلاف قانون وخلاف اسلام راستہ کو روکے۔

۱: مسجد ضرار منافقین کی پرائیویٹ جگہ اور پراپرٹی تھی۔علیحدہ چاردیواری تھی وہ اپنے کفر ونفاق کو اسلام کے نام پر وہاں علیحدہ چاردیواری میں استعمال کرتے تھے۔مگر قرآن مجید نے ان کی اس ساری جدوجہد کو بیخ وبن سے محو کردیا۔

۲: مسیلمہ کذاب کا گروہ اپنے حلقہ میں پرائیویٹ طور پر اپنے ہاں اذان، نماز، ذبیحہ، کلمہ، قرآن کا استعمال کرتا تھا۔مگر سیدنا صدیق اکبرؓ نے ان کی سازشوں کا قلع قمع کیا۔

(۳: کیا کوئی پرائیویٹ طور پر خفیہ اپنا رزق کمانے کے نام پر ہیروئن رکھ سکتا ہے؟ ۴: کیا کوئی پرائیویٹ خفیہ اپنے گھر میں بدکاری کا اڈہ چلاسکتا ہے؟ ۵: کیا کوئی خفیہ اپنے گھر میں خلاف قانون اسلحہ اسٹور کرسکتا ہے؟ نہیں! تو پھر خلاف قانون اسلامی اصطلاحات واسلامی شعائر اپنے گھر میں بھی قادیانی استعمال نہیں کرسکتے۔ جیسے قربانی وغیرہ۔)

۴۶......ڈاکٹر عمار خان ناصر اپنا مؤقف پیش کرنے کے لئے روسٹرم پر آئے تو وکلاء وعلماء نے ان پر اعتراض کیا۔ان کے پاس ادارہ کا اتھارٹی لیٹر نہیں، کمرہ عدالت میں موجود وکلاء وعلماء کے اعتراض کرنے کی وجہ سے عدالت نے ڈاکٹر عمار خان ناصر کو شرف سماعت فراہم نہیں کیا۔(باقی صفحہ نمبر:۲۱)

آوارگی اور حیاباختگی کو روکیے!

مولانا اعجاز مصطفیٰ

اللہ تعالیٰ سب کا خالق، مالک، مربی اور حاکم ہے، کائنات کی کوئی چیز اس کی تخلیق، ملکیت، تربیت اور حاکمیت سے باہر نہیں۔ اسی نے انسانیت کی فوز وفلاح کے لیے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کو مبعوث فرمایا اور سب سے آخر میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین بنا کر رہتی دنیا تک کے انسانوں کے لیے مقتدا، پیشوا اور اُسوہ حسنہ بنایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات میں اخلاقی، معاشرتی، سیاسی، سماجی، ازدواجی، خانگی، عائلی اور دنیوی واُخروی زندگی کے تمام مسائل کا حل موجود ومسلّم ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی گزارنے کے تمام اصول وآداب اور اخلاق وکردار اُمت کے سامنے پیش کردیا ہے، اس لیے قرآن کریم میں فرمایا گیا:

۱:-''لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ۔'' (الاحزاب:۲۱)

''تم لوگوں کے لیے یعنی ایسے شخص کے لیے جو اللہ سے اور روزِ آخرت سے ڈرتا ہو اور کثرت سے ذکرِ الٰہی کرتا ہو رسول اللہ میں ایک عمدہ نمونہ موجود تھا۔''

۲:-''وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ق وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ج وَاتَّقُوا اللّٰهَ ط اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ'' (الحشر:۷)

''اور رسول تم کو جو کچھ دے دیا کریں وہ لے لیا کرو اور جس چیز (کے لینے) سے تم کو روک دیں، تم رُک جایا کرو اور اللہ سے ڈرو، بے شک اللہ تعالیٰ (مخالفت کرنے پر) سخت سزا دینے والا ہے۔''

کیا صحیح ہے اور کیا غلط ہے؟! کس کو اپنانا چاہیے اور کس سے اجتناب کرنا چاہیے؟! کن چیزوں کو اختیار کرنے سے ایک صالح اور پاکیزہ معاشرہ وجود میں آتا ہے اور کن چیزوں کو اپنانے کی وجہ سے معاشرہ داغدار ہوتا ہے؟! یہ سب کچھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تعلیمات میں واضح فرمایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں اور عورتوں کو عفت، عصمت، پاک دامنی اور شرم وحیا اختیار کرنے کا درس دیا، جس سے معاشرہ پاکیزہ اور صالح بنتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا معاشرہ تشکیل دیا، جس پر ملائکہ بھی رشک کرتے تھے، صحابہ کرام اپنے اپنے

دائرہ کار میں رہتے تھے اور اس دائرہ سے باہر جھانکنے کو گناہ، حیا کے خلاف اور حیا کی موت تصور کرتے تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''لِكُلِّ دِيْنٍ خُلُقٌ وَخُلُقُ الْإِسْلَامِ اَلْحَيَاءُ۔'' (ابن ماجہ)

''ہر دین کا ایک اخلاق ہوتا ہے اور اسلام کا اخلاق حیاء ہے۔''

حیا کا لغوی معنی: تغیُّر وانکساری ہے، جو انسان کے قلوب واذہان میں کسی عیب جوئی کے خوف سے جاگزیں ہوتا ہے۔

حیا کا اصطلاحی معنی: حیا ایسی صفت ہے جو منکرات وقبیح چیزوں سے اجتناب کرنے پر برانگیختہ کرتی ہے اور اداء حقوق میں کوتاہی اور تقصیر سے منع کرتی ہے۔ (عون المعبود شرح ابی داوٗد)

گویا شریعت کی نظر میں حیا وہ صفت ہے، جس کے ذریعہ انسان بے ہودہ، قبیح اور ناپسندیدہ کاموں سے رُک جاتا ہے۔ دینِ اسلام میں حیا اور پاک دامنی اپنانے کا حکم دیا گیا ہے، تاکہ انسان اسے اپنا کر معاشرہ کو پرامن بنانے میں اہم کردار ادا کرے۔ اور منکرات وفواحش کے قریب جانے سے روکا گیا ہے، تاکہ معاشرہ اَنارکی اور فساد سے بچ جائے۔ حیا انسان کو پاک باز، پرہیزگار، عفت مآب اور صالح انسان بناتی ہے۔ اگر بندے سے کوئی گناہ ومعصیت اور لغزش سرزد ہوتی ہے، تو یہ حیا ہی ہے جو اُس کو عار، شرمندگی اور ندامت کا احساس دلاتی ہے۔ باحیا انسان کسی غلط کام کے ارتکاب کے بعد لوگوں کا سامنا کرنے سے جھجک محسوس کرتا ہے۔ حیا مومن کی صفت، ایمان کی شاخ، ایمان میں داخل ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں فرمایا کہ: ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم پردہ میں رہنے والی کنواری لڑکی سے زیادہ باحیا تھے۔'' حیا اسلامی تہذیب وتمدن کے لیے روح کی حیثیت رکھتی ہے اور اسی پر پاکیزہ معاشرہ کی اَساس اور بنیاد ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانوں کے دلوں میں حیا کے جذبات کو پروان چڑھایا، شرم وحیا والی کیفیات سے بہرہ وَر کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اچھا معاشرہ بنانے اور اس معاشرہ کے ہر فرد کو اپنی عادات واخلاق کو درست کرنے کے لیے نہایت اہم اور ضروری ہدایات اور تعلیمات دیں۔

قرآن کریم میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

۱:- ''قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ط ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ'' (النور: ۳۰)

''آپ مسلمان مردوں سے کہہ دیجیے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں، یہ ان کے لیے زیادہ صفائی کی بات ہے، بے شک اللہ تعالیٰ کو سب خبر ہے جو کچھ لوگ کیا کرتے ہیں۔''

۲:-’’وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَیَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْیَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰی جُیُوْبِهِنَّ‘‘(النور:۳۱)

’’اور(اسی طرح)مسلمان عورتوں سے(بھی)کہہ دیجیے کہ وہ(بھی)اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینت کے مواقع کو ظاہر نہ کریں،مگر جس(موقع زینت)میں سے(غالبًا)کھلا رہتا ہے(جس کے ہر وقت چھپانے میں حرج ہے)اور اپنے دوپٹے اپنے سینوں پر ڈالے رکھا کریں۔‘‘

۳:-’’وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ ط اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَر‘‘(العنکبوت:۴۵)

’’اور نماز کی پابندی رکھیے، بے شک نماز(اپنی وضع کے اعتبار سے)بے حیائی اور ناشائستہ کاموں سے روک ٹوک کرتی رہتی ہے۔‘‘

۴:-’’اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَاءِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ ج یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ‘‘(النحل:۹۰)

’’اللہ حکم کرتا ہے انصاف کرنے کا اور بھلائی کرنے کا اور قرابت والوں کے دینے کا اور منع کرتا ہے بے حیائی سے اور نامعقول کام سے اور سرکشی سے اور تم کو سمجھاتا ہے، تاکہ تم یاد رکھو۔‘‘

۵:-’’وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَ مَا بَطَنَ‘‘(الانعام:۱۵۱)

’’اور بے حیائی کے جتنے طریقے ہیں ان کے پاس بھی مت جاؤ،خواہ وہ علانیہ ہوں اور خواہ پوشیدہ ہوں۔‘‘

۶:-’’قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّیَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَالْبَغْیَ بِغَیْرِ الْحَق‘‘(الاعراف:۳۳)

’’آپ فرمائیے کہ البتہ میرے رب نے حرام کیا ہے تمام فحش باتوں کو، اُن میں جو اعلانیہ ہیں وہ بھی اور ان میں جو پوشیدہ ہیں وہ بھی اور ہر گناہ کی بات کو اور ناحق کسی پر ظلم کرنے کو۔‘‘

۷:-’’وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰیٓ اِنَّهٗ کَانَ فَاحِشَةً ط وَسَاءَ سَبِیْلًا‘‘(بنی اسرائیل:۳۲)

’’اور زنا کے پاس بھی مت پھٹکو، بلاشبہ وہ بڑی بے حیائی کی بات ہے اور بری راہ ہے۔‘‘

۸:-’’اَلشَّیْطٰنُ یَعِدُکُمُ الْفَقْرَ وَیَاْمُرُکُمْ بِالْفَحْشَاءِ ج وَاللّٰهُ یَعِدُکُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَفَضْلًا‘‘(البقرۃ:۲۶۸)

’’شیطان وعدہ دیتا ہے تم کو تنگدستی کا اور حکم کرتا ہے بے حیائی کا اور اللہ وعدہ دیتا ہے تم کو اپنی بخشش اور فضل کا۔‘‘

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

۱:-’’ایک مرد دوسرے مرد کے ستر کو نہ دیکھے اور نہ ہی کوئی عورت دوسری عورت کے ستر کو دیکھے۔کوئی مرد دوسرے

مرد کے ساتھ اور کوئی عورت دوسری عورت کے ساتھ ایک کپڑے میں نہ لیٹے۔'' (مسلم، کتاب الحیض)

۲:-''حضرت یعلیٰ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو کھلی جگہ (میدان) میں ننگے نہاتے ہوئے دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف لائے، اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی، پھر فرمایا: اللہ تعالیٰ نہایت باحیا اور ستر پوش (عیب پوش) ہے، وہ حیا اور پردہ کو پسند کرتا ہے، تو جب تم میں سے کوئی شخص نہائے تو پردہ کرے۔'' (سنن ابی داوٗد، جلد سوئم، کتاب الحمام: ۴۰۱۲)

۳:-''حضرت جرہد رضی اللہ عنہ اصحابِ صفہ میں سے تھے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف فرما تھے اور میری ران ننگی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تمہیں نہیں معلوم کہ ران ستر (میں شامل) ہے؟!۔'' (سنن ابی داوٗد، جلد سوئم، کتاب الحمام: ۴۰۱۴)

۴:-''حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنی ران سے کپڑا مت اُٹھاؤ، کسی زندہ کی ران دیکھو، نہ مردہ کی۔'' (سنن ابی داوٗد، جلد سوئم، کتاب الحمام: ۴۰۱۵)

۵:-''حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں نے سابقہ انبیاء علیہم السلام کے کلام میں سے جو حاصل کیا ہے، وہ یہ ہے کہ ''جب تم حیا نہ کرو، تو پھر جو چاہو کرو''۔''
(سنن ابی داوود، جلد سوئم، کتاب الحمام: ۴۷۹۷)

۶:-''حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ امِ خلد نامی عورت نقاب کیے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور وہ اپنے مقتول (شہید) بیٹے کے بارے میں دریافت کر رہی تھی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض اصحاب نے کہا: آپ اپنے (شہید ہونے والے) بیٹے کے بارے میں پوچھ رہی ہیں اور (اتنی مصیبت اور غم کے باوجود) آپ نقاب کیے ہوئے ہیں؟ اس (عظیم خاتون) نے کہا: اگرچہ میرا لختِ جگر فوت ہوگیا ہے، لیکن میری حیا تو فوت نہیں ہوئی۔'' (سنن ابی داوود، جلد سوئم، کتاب الحمام: ۴۴۸۸)

۷:-''حضرت ابی ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چار چیزیں سب پیغمبروں کی سنت ہیں، شرم اور عطر لگانا اور مسواک کرنا اور نکاح کرنا۔'' (جامع ترمذی، جلد اول، باب النکاح: ۱۰۷۹)

۸:-''حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی مرد جب جب بھی کسی غیر محرم عورت کے ساتھ تنہائی میں ہوتا ہے تو ان کے ساتھ تیسرا شیطان ہوتا ہے۔'' (ترمذی)

۹:-''حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ

سے فرمایا: اے علی! غیر محرم عورت پر ایک نظر پڑنے کے بعد دوسری نظر نہ دوڑاؤ، اس لیے کہ پہلی نظر تمہارے لیے معاف ہے اور دوسری نظر تمہارے اوپر وبال ہوگی۔'' (ترمذی)

۱۰:-''حضرت بہز بن حکیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنی شرم گاہ کو بیوی اور لونڈی کے علاوہ کسی کے سامنے ظاہر نہ کرو، میں نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول! اگر کوئی آدمی تنہا ہو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: تو اللہ زیادہ لائق ہے کہ اس سے شرم وحیا کی جائے۔'' (ترمذی)

۱۱:-''حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جن عورتوں کے خاوند گھر میں موجود نہیں ہوتے ان کے ہاں نہ جایا کرو، شیطان تم میں سے ہر آدمی کے ساتھ اس طرح گھل مل جاتا ہے جیسے خون جسم میں جاری رہتا ہے۔'' (ترمذی)

۱۲:-''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین اشخاص ایسے ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے جنت حرام کردی ہے: ا:-ہمیشہ شراب پینے والا، ۲:-والدین کا نافرمان، ۳:-وہ بے غیرت جو اپنے گھر میں بے حیائی کو (دیکھنے کے باوجود اُسے) برقرار رکھتا ہے۔'' (احمد، نسائی)

۱۳:-''حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بری بات جہاں کہیں بھی ہو قابلِ ملامت ہے، اور شرم وحیاء جہاں کہیں بھی ہو باعثِ فخر ہے۔'' (ترمذی)

یہ وہ چند احادیث تھیں، جن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمت کو پاک دامنی اور شرم وحیا کے متعلق ہدایات اور تعلیمات عطا کی ہیں۔

شریعت نے شرم وحیا کی بقاء، توالد وتناسل کے سلسلہ کو آگے بڑھانے اور مرد وعورت کی جنسی تسکین کے لیے نکاح جیسے خوبصورت بندھن کا حکم دیا، جس کے نتیجہ میں مرد اور عورت کا آپس میں مودت ورحمت کا رشتہ قائم ہوتا ہے، پھر اس کے ذریعہ رشتہ داریاں، خاندان، معاشرہ اور سماج وجود میں آتا ہے۔ عورت کے چار درجات اور مقام ہیں اور چاروں کو اللہ تعالیٰ نے عزت وعظمت عطا کی ہے:

ا:-عورت اگر ماں ہے تو اس کے پاؤں کے نیچے جنت ہے، ۲:-عورت اگر بیٹی ہے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت، ۳:-عورت اگر بہن ہے تو اس کی پرورش، تربیت اور اچھی جگہ رشتہ کردینے پر جنت کی ضمانت، ۴:-عورت اگر بیوی ہے تو مرد کا لباس اور دنیا کی بہترین متاع اس کو قرار دیا گیا۔

آج معاشرہ میں بے راہ روی، آوارگی اور حیا باختگی کے کئی عوامل ہیں:

☆:-اسلام نے زندگی گزارنے کے لیے جو ہدایات اور تعلیمات دی ہیں، آج کے معاشرہ کی اکثریت نے ان

تعلیمات کو پڑھنے، سمجھنے، انہیں عام کرنے اور ان پر عمل کرنے کی ہرگز ہرگز کوشش نہیں کی۔

☆:- اسلام نے عورت کو پردہ کا حکم دیا، اس کو دلوں کی پاکیزگی کا ذریعہ اور شریف زادیوں کا شعار قرار دیا۔ اسلام نے عورت کو عزت وعظمت دی، وقار اور سربلندی کا تاج اس کے سر پر رکھا، اس کو گھر کی ملکہ بنایا، جس سے گھر کا چراغ روشن ہوتا ہے، جس کی وجہ سے گھر میں آرام اور سکون ملتا ہے، مرد اور اولاد کے لیے گھر میں رہنا باعثِ راحت بنتا ہے، لیکن اسلام کے اس نظریہ کے برعکس مغربی تہذیب کے دلدادہ لوگ عورت کو گھر کی بجائے شمعِ محفل اور سامانِ عیش بنا کر بازار میں گھسیٹ لے آئے۔ ایسے لوگوں نے عورت کی عزت وعظمت، وقار وشرافت، پردہ، چادر اور چار دیواری کے وقار کو نہ صرف یہ کہ بٹہ لگایا، بلکہ بچوں کی تربیت اور شوہر کے حقوق کو بھی پامال کرایا، یوں مساوات کا سبز باغ دکھا کر مغربی تہذیب سے مرعوب طبقہ نے اس صنفِ نازک پر بہت بڑا ظلم کیا ہے۔

☆:- مرد وزن کے اختلاط سے شریعت نے منع کیا، لیکن مغربی نقالی میں ہمارے معاشرے نے بھی مخلوط تعلیمی نظام کو رواج دیا، جس کے آج بھیانک نتائج سامنے آرہے ہیں اور آئے دن اخبارات میں یہ خبریں چھپتی ہیں کہ چھوٹی چھوٹی معصوم بچیاں اور کلیاں ان آوارہ گردوں اور حیاباختہ درندوں کی بھینٹ چڑھ کر کچل اور مسل دی جاتی ہیں۔ مغربی تہذیب نے انسانیت کو حیوانیت کے قالب میں ڈھال کر مکمل درندہ صفت انسان بنادیا اور اسی تہذیب کے متوالے آنکھیں بند کر کے اس کے پیچھے پیچھے چل رہے ہیں اور آج سماج میں اس کو شریف اور مہذب سمجھا جاتا ہے جو سر سے پاؤ?ں تک مغربیت میں ڈھلا ہوا ہو، وضع قطع، عادات واطوار، رہن سہن، غرض زندگی کے تمام نشیب وفراز میں جو جتنا مغربی تہذیب کا نقال ہوگا، وہ اتنا مہذب شمار ہوگا، اسی کا نتیجہ ہے کہ آج حیاباختگی کی نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ بیوی شوہر کی ضرورت محسوس نہیں کر رہی اور شوہر بیوی کی پروا نہیں کر رہا۔ لڑکے اور لڑکیاں نکاح کو اپنے لیے قید اور بے حیائی کو اپنے لیے آسان اور سستا سمجھ رہے ہیں۔ آئے دن طلاقوں کی شرح بڑھتی جارہی ہے اور آج ''میرا جسم میری مرضی'' کو فروغ دیا جارہا ہے۔ آج خاندان سے سکون واطمینان رخصت ہو چکا ہے، انسانیت جیتے جی مر رہی ہے، گھر برباد ہو رہے ہیں، نسلیں تباہ ہو رہی ہیں، حیا لٹ رہی ہے، جوانیاں داغ دار ہو رہی ہیں، بیٹیوں کی عفت نیلام ہو رہی ہے۔ آج کے حیاباختہ معاشرے نے رشتوں کے احترام اور تقدس کو پاؤں تلے روند ڈالا ہے، ہر شخص اپنے لذتِ تن بدن کی تکمیل میں لگا ہوا ہے، نہ ماں کا تقدس ہے، نہ باپ کا احترام، نہ بیوی کی قدر ہے اور نہ بیٹی کی پہچان۔ غلط، بے حدود اور بے لگام راہیں انسان کو اچھی لگنے لگی ہیں، جس سے سماج بکھرتا جارہا ہے۔

ایک باشعور اور عقل وخرد کا حامل انسان یہ سوال کرنے میں حق بجانب ہے کہ اسلام آباد کے پوش علاقہ میں ایک خاتون نور مقدم کا قتل ظاہر ذاکر نامی شخص نے کیا ہے، یہ تو دونوں کھاتے پیتے گھرانے سے تعلق رکھتے تھے، دونوں

لبرلز تھے، ''میرا جسم میری مرضی'' کا نعرہ لگانے والے تھے، پھر ایک دوسرے کے دشمن کیوں ہوگئے؟ سوچیے اور بار بار سوچیے! آخر اس میں کس کس کا قصور اور کس کس سے کہاں کہاں کوتاہی ہوئی ہے؟ ماں، باپ، اساتذہ، تعلیم، تہذیب، ماحول، معاشرہ، مال ودولت، بے محابا آزادی اور اسلامی تہذیب کی بجائے مغربی طرزِ تعلیم اور طرزِ تہذیب؟ یا وہ جو کہتے ہیں کہ اولاد جب جوان ہو تو اس کی مرضی جو وہ چاہے کرے، دوسروں کو ان کی زندگی میں مداخلت کا کوئی حق نہیں، غیر مردوں اور غیر عورتوں کی دوستی کا کوئی مسئلہ نہیں، دونوں اپنی مرضی سے بغیر شادی کے اگر ایک دوسرے کے ساتھ رہنا چاہیں تو اس میں بھی کوئی قباحت نہیں، آخر کون ہے جو ان دونوں کو اس انجام تک پہنچانے کا ذمہ دار ہے؟ کون اس کا قصور وار ہے؟ خدارا! اس ہولناک اور دہشت ناک واقعہ سے ہر اس مرد اور عورت کو عبرت پکڑنی چاہیے، جو اس جیسے ماحول اور آزادی کا طلب گار ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

۱:-''اِنَّ الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِیْعَ الْفَاحِشَةُ فِی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ لا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ ط وَاللّٰهُ یَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ'' (النور:۱۹)

''جو لوگ چاہتے ہیں کہ چرچا ہو بدکاری کا ایمان والوں میں اُن کے لیے عذاب ہے دردناک دنیا اور آخرت میں اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔''

۲:-''وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَآ اَخَذَ الْقُرٰى وَهِیَ ظَالِمَةٌ ط اِنَّ اَخْذَهٗٓ اَلِیْمٌ شَدِیْدٌ''(هود:۱۰۲)

''اور ایسی ہی ہے پکڑ تیرے رب کی جب پکڑتا ہے بستیوں کو اور وہ ظلم کرتے ہوتے ہیں، بیشک اس کی پکڑ دردناک ہے شدت کی۔''

قومِ لوط پر جو عذاب آیا، ان کا ایک جرم یہ بھی تھا کہ وہ قوم شرم وحیا سے عاری ہو چکی تھی، بےحیائی کے کام بھری محفلوں اور مجلسوں میں کرتی تھی، ان کی حرکات، سکنات، اشارات وکنایات اور ان کے محلے اور بازار سب کے سب عریانی، فحاشی، آوارگی اور حیاباختگی کا مرقع بن چکے تھے۔ آج کی سیکولر تہذیب نے بھی انسانیت کو اس تباہی وبربادی اور ہلاکت کے دہانے پر لا کھڑا کیا ہے۔ آج کی عورت اگر اپنی زندگی صحیح اسلامی تعلیمات کے مطابق گزارنے کی کوشش کرے تو دنیا کی کوئی طاقت اُن کو شہوت کی نگاہ سے دیکھنے کی تو دور کی بات ہے، اپنے تصور میں بھی نہیں لائے گی اور عورت اپنی تمام تر خوبیوں سے آراستہ وپیراستہ ہو کر اپنے شوہر کے لیے نیک رفیقِ سفر، والدین کے لیے چشمۂ رحمت، بھائی کے لیے گلدستۂ محبت، اولاد کے لیے گہوارہ اُلفت وچاہت اور سارے معاشرے کے لیے نیک بخت اور نیک سیرت کا مجموعہ بن کر ساری دنیا کو جنت نما بنا سکتی ہے اور دنیا میں پھیلنے والی تمام برائیوں کا سدِ باب بن کر انسانیت کو بھولا ہوا سبق یاد دلا سکتی ہے اور انسانیت کو جہنم کے دہانے سے دور کر کے جنت کی لازوال نعمتوں کی طرف

پھیر سکتی ہے۔ بہرحال مرد ہوں یا خواتین، حکمران ہوں یا رعایا، علماء ہوں یا عوام، سب کو اس معاشرہ سے اس بے حیائی و بے شرمی کو ختم کرنے کی اپنی سی استطاعت اور کوشش ضرور کرنی چاہیے، جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

۱:۔"یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَکُمْ وَاَھْلِیْکُمْ نَارًا" (التحریم:٦)

"اے ایمان والو! تم اپنے کو اور اپنے گھر والوں کو (دوزخ کی) اس آگ سے بچاؤ۔"

اور اسی طرح ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

۲:۔"یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَی اللّٰہِ تَوْبَۃً نَّصُوْحًا ط عَسٰی رَبُّکُمْ اَنْ یُّکَفِّرَ عَنْکُمْ سَیِّاٰتِکُمْ وَیُدْخِلَکُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ" (التحریم:٨)

"اے ایمان والو! تم اللہ کے آگے سچی توبہ کرو، (توبہ کا ثمرہ فرماتے ہیں کہ) اُمید (یعنی وعدہ) ہے کہ تمہارا رب (اس توبہ کی بدولت) تمہارے گناہ معاف کر دے گا اور تم کو (جنت کے) ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی۔"

۳:۔"وَتُوْبُوْٓا اِلَی اللّٰہِ جَمِیْعًا اَیُّہَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ" (النور:۳۱)

"اور توبہ کرو اللہ کے آگے سب مل کر اے ایمان والو! تا کہ تم بھلائی پاؤ۔"

اللہ تبارک وتعالیٰ ہماری قوم کو سمجھ عطا فرمائے، ہم سب کے حال پر رحم فرمائے، اللہ تعالیٰ کے احکامات اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر عمل کی توفیق سے نوازے، اور ہم سب کو صراطِ مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین

بقیہ: سپریم کورٹ آف پاکستان میں قادیانی مقدمہ کی سماعت!

۴۷...... پنجاب حکومت کے وکیل نے بتایا کہ تفسیر صغیر پر تعزیرات پاکستان کے دفعہ ۲۹۵ بی کا اطلاق ہوتا ہے۔ عدالت کے استفسار پر انہوں نے بتایا کہ ملزم مبارک احمد ثانی کا نام ابتدائی ایف آئی آر میں نہیں تھا۔ بعد میں سپلمنٹری بیان کے ذریعے شامل کیا گیا۔ ان کا کہنا تھا کہ ملزم نے الزامات کو رد نہیں کیا، خود کو مسلمان ظاہر کر کے قرآن کی تحریف پر مشتمل کتاب کی تقسیم پر تعزیرات پاکستان کے دفعہ ۲۹۵ سی کا اطلاق ہوتا ہے۔

۴۸...... اسی موقع پر مدعی مقدمہ حسن معاویہ روسٹرم پر آئے اور کہا کہ ابتدائی ایف آئی آر میں اسکول کے پرنسپل کو نامزد کیا گیا تھا (وہ یہی مبارک ثانی ہے)۔ پنجاب حکومت کے وکیل نے کہا کہ ملزم نے اعتراف جرم کیا ہے جس پر چیف جسٹس نے پنجاب حکومت کے وکیل سے مکالمہ کرتے ہوئے کہا کیا آپ اعتراف جرم پر جا رہے ہیں، پھر ہم تمام فوجداری قوانین رد کر دیں۔ (سماعت مکمل ہونے پر فیصلہ محفوظ کر لیا گیا۔)

نظمِ قرآنی: اسرار ورموز، معانی اور حکمتیں

مولانا محمد عارف جمیل مبارک پوری

قرآن کریم ایک زندہ جاوید کتابِ الٰہی ہے۔ وہ ایک ایسی کتاب ہے، جس کے عجائب وغرائب ختم ہونے والے نہیں، یہ ایک معجزہ ہے۔ اس کتابِ الٰہی کا ہر پہلو معجزاتی ہے۔ قرآن کریم کی تلاوت کے وقت جگہ جگہ آدمی یہ محسوس کرتا ہے کہ ایک ہی واقعہ کو مختلف جگہوں پر مختلف الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔ مختلف مقامات پر ایک ہی مادے کے الگ الگ صیغے اور شکلیں ذکر کی گئی ہیں مثلاً (تنزل) اور (تتنزل)۔ کہیں مفرد لفظ آیا ہے تو کہیں جمع مثلاً (معدودۃ)، (معدودات)، (سماء)، (سماوات)، کہیں ایک صیغہ کسی باب سے استعمال کیا گیا ہے، تو دوسری جگہ اسی مادہ کو دوسرے باب سے ذکر کیا گیا ہے۔ ایک ہی نوع کے واقعہ میں کسی لفظ کو ایک جگہ سیاق میں مقدم رکھا گیا ہے، تو دوسری جگہ اس کو موخر کیا گیا ہے، مثلاً سورۃِ بقرہ میں (والنصاری والصابئین) آیا ہے، لیکن سورتِ حج میں (والصابون والنصاریٰ) میں ''النصاریٰ'' کو موخر کیا گیا، اسی طرح ''لھو'' کا لفظ کسی آیت میں ''لعب'' پر مقدم ہے، تو کسی آیت میں موخر، لفظ ''سمع'' کسی آیت میں ''بصر'' پر مقدم ہے، تو کسی آیت میں موخر ہے، ایک ہی لفظ کو کہیں معرفہ استعمال کیا گیا ہے، تو کہیں نکرہ، مثلاً سورتِ بقرہ میں (بلداً آمناً) اور سورت ابراہیم (ھٰذا البلد) معرفہ آیا ہے۔

اس طرح کے موقع پر آدمی یہ سوچتا ہے کہ ایسا کیوں ہوا؟ یہ محض تفنن کلام اور اندازِ بیان ہے یا اس میں کوئی حکمت پنہاں ہے؟ واقعہ یہ ہے کہ کلامِ الٰہی کا ایک ایک حرف اور لفظ، اس میں تقدیم وتاخیر، اور الفاظ کی مختلف شکلوں میں بڑے رموز واسرار اور معانی وحکمتیں موجود ہیں۔ ہمارے مفسرین اور علومِ قرآن پر لکھنے والوں نے اس موضوع پر اپنے قلم کو دوڑایا ہے۔ یہ اسرار وحکم، یہ لولوومرجان ہمارے تفسیری ذخیرے میں بھرے پڑے ہیں، ان کو جمع کرنے اور ایک لڑی میں پرونے کی ضرورت ہے۔ زیرِ نظر مضمون میں مختلف کتابوں کے حوالے سے انہی کو تلاش اور جمع کرنے کی حقیر کوشش کی گئی ہے۔

۱......(ریح) (ریاح)

ریح کے لغوی معنیٰ ''ہوا'' ہے۔ یہ لفظ قرآن کریم میں کہیں مفرد اور کہیں جمع استعمال ہوا ہے۔ اس طرح کی آیات

پر غائرانہ نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ رحم وکرم کے پس منظر میں جمع کا لفظ استعمال کیا گیا ہے، مثلاً یہ آیاتِ کریمہ:

وَهُوَ الَّذِي يُرْسِلُ الرِّيَاحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ (اعراف/ ۵۷)

''اور وہی ہے جو بارش سے پہلے خوش خبری لانے والی ہوائیں چلاتا ہے''۔

وَأَرْسَلْنَا الرِّيَاحَ لَوَاقِحَ (حجر/۲۲)

''اور ہم نے اوس بھری ہوائیں چلائیں''۔

وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ يُرْسِلَ الرِّيَاحَ مُبَشِّرَاتٍ (روم/۴۶)

''اور اس کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ خوش خبری لانے والی ہوائیں چلاتا ہے''۔

لیکن عذاب کے سیاق وپس منظر میں مفرد لفظ (ریح) استعمال ہوا ہے مثلاً یہ آیات کریمہ:

(۱) **فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِم رِيحاً صَرْصَراً (حم سجدہ/۱۶)**

''پھر ہم نے ان پر بڑے زور کی ہوا بھیجی''۔

(۲) **وَأَمَّا عَادٌ فَأُهْلِكُوا بِرِيحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ (حاقہ/۶)**

''اور وہ جو عاد تھے، سو ایسی ٹھنڈی سناٹے کی ہوا سے برباد ہوئے، جو ہاتھوں سے نکل جائے''۔

(۳) **وَفِي عَادٍ إذْ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيحَ العَقِيمَ (ذاریات/۴۱)**

''اور عاد میں نشانی ہے، جب ہم نے ان پر خیر سے خالی ہوا بھیجی''۔

فرمانِ نبوی ہے:

اللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا رِيَاحاً وَلاَ تَجْعَلْهَا رِيحاً (معجم کبیر از طبرانی (11558)

''خدایا! اس کو (رحمت) کی ہوا بنا، (عذاب) کی ہوا نہ بنا''۔

اصفہانی ''غریب القرآن'' (۱/۲۰۶) میں یہ ضابطہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''قرآن کریم میں جہاں جہاں مفرد لفظ (ریح) آیا ہے، اس سے مراد عذاب ہے،، اور جہاں جمع (ریاح) آیا ہے، اس سے مراد رحمت ہے۔ اول الذکر کی مثال: (**انّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحاً صَرْصَرًا**)، (**فأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحاً**)، (**كَمَثَلِ رِيحٍ فِيهَا صِرٌّ**) اور (**اشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيحُ**) ہے۔ موخر الذکر کی مثال: (**وَأرْسَلْنَا الرِّيَاحَ لَوَاقِحَ**)، (**أَنْ يُرسِلَ الرِّيَاحَ مُبَشِّرَاتٍ**) اور (**يُرْسِلَ الرِّيَاحَ بُشْرًا**) ہیں۔ اور (**يُرْسِلَ الرِّيَاحَ فَتُثِيرُ سَحَاباً**) میں رحمت کے معنی میں ہونا اظہر ہے، اس میں ایک قراءت جمع کے لفظ کے ساتھ ہے، اور یہی اصح ہے''۔

ابن ابوحاتم وغیرہ حضرت ابی بن کعب کا یہ قول نقل کرتے ہیں:

’’قرآن میں جہاں (ریاح) آیا ہے، اس سے مراد عذاب اور جہاں (ریح) آیا ہے، اس سے مراد رحمت ہے‘‘۔

اس کی حکمت وعلت یہ ہے کہ رحمت کی ہوائیں مختلف جانب سے مختلف فوائد وصفات لے کر اٹھتی ہیں۔ایک طرف سے جب کوئی ہوا اٹھتی ہے، تو اس کے بالمقابل دوسری طرف بھی ہوا اٹھتی ہے۔ان ہواؤں کے باہمی اختلاط کے نتیجہ میں ایک خوش گوار نفع بخش ہوا کا وجود ہوتا ہے، جس میں انسان وحیوان ہر ایک کے لیے فائدہ ہوتا ہے۔اس کے برعکس عذاب کی ہوا ایک طرف سے اٹھتی ہے اور اپنے مقابلہ میں کوئی اور ہوا نہیں پاتی، اسی لیے بعض آیات میں اس کو ’’عقیم‘‘ کہا گیا ہے۔(الاتقان ا: بحر العلوم از سمرقندی ا/۱۳۹)

ثعالبی اس ضابطہ کی وضاحت کرتے ہوئے اپنی تفسیر میں رقم طراز ہیں:

’’ریاح، ریح کی جمع ہے۔قرآن کریم میں رحمت کے موقع پر یہ لفظ جمع اور عذاب کے موقع پر مفرد آیا ہے؛ البتہ سورتِ یونس آیت (۲۲): وَجَرَيْنَ بِهِمْ بِرِيحٍ طَيِّبَةٍ اس سے مستثنیٰ ہے۔عام طور پر قرآن کریم میں یہی انداز ملتا ہے۔حدیث پاک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

اللّٰهُمّ اجْعَلْهَا رِيَاحاً وَلاَ تَجْعَلْهَا رِيْحاً (معجم کبیر از طبرانی (11558)

’’خدایا! اس کو (رحمت) کی ہوا بنا، (عذاب) کی ہوا نہ بنا‘‘۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ عذاب کی ہوا سخت ہوتی ہے، جسم واحد کی طرح اس کے اجزاء ملے اور جڑے ہوئے ہوتے ہیں۔اس کے برعکس رحمت کی ہوا میں نرمی ہوتی ہے، مختلف جگہوں سے ٹکڑے ٹکڑے ہو کر آتی ہے؛ اسی لیے اس کو ریاح (ہواؤں) سے تعبیر کرتے ہیں۔یہاں کشتی کے ساتھ مفرد لفظ (ریح) استعمال ہوا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ کشتی چلنے کے لیے یک طرفہ ہوا ضروری ہے، نیز (طیبۃ) کی صفت لانے سے یہ وہم ختم ہو جاتا ہے کہ یہ لفظ رحمت اور عذاب کی ہوا میں مشترک ہے‘‘۔(تفسیر ثعالبی تفسیر سورتِ بقرہ/۱۶۴)

پھر موصوف سورتِ اعراف آیت (۷۵) کی تفسیر میں رقم طراز ہیں:

’’قرآن کریم میں جہاں ’’ریاح‘‘ جمع کے ساتھ، رحمت کے سیاق میں آیا ہے، مثلاً: مِنْ آيَاتِهِ أَنْ يُرْسِلَ الرِّيَاحَ، اور ’’ریح‘‘ مفرد کے ساتھ عذاب کے سیاق میں آیا ہے، مثلاً: وَفِي عَادٍ إِذْ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيحَ العَقِيمَ (ذاریات)، اس کی تشریح سورتِ بقرہ میں آچکی ہے۔

اس آیت (سورتِ اعراف/۵۷) میں افراد ریح کی قراءت کو سامنے رکھا جائے، تو اس سے مراد: اسم جنس

ہے، پھر بُشرا کی قید سے اشتراک کے وہم کا ازالہ ہو جاتا ہے۔ (ثعالبی تفسیر سورتِ اعراف)

ماوَردی رحمت وعذاب کے مابین استعمال میں اس فرق کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''رحمت کی ہوائیں: جنوبی، شمالی، اور پوروائی ہوتی ہیں، ان سے درخت باردار ہوتے ہیں، یہ ایک سے زائد ہیں؛ اس لیے ان کو جمع کے لفظ سے تعبیر کیا گیا، جب کہ عذاب کی ہوا پچھوائی ہوتی ہے، اس میں درختوں کو باردار کرنے کی صلاحیت نہیں ہوتی؛ اس لیے اس کو مفرد کے لفظ سے تعبیر کیا گیا''۔ (النکت والعیون از: ماوردی ۳/۲۰۴)

یہ اصول قرآن کریم میں کلی نہیں؛ بلکہ عمومی اور اغلبی ہے، چند آیات اس سے مستثنیٰ ہیں، مثلاً

(أ) فرمان باری: حَتّٰى اذا كُنتُمْ فِى الْفُلْكِ وَجَرَيْنَ بِهِمْ بِرِيحٍ طَيِّبَةٍ، وَفَرِحُوا بِهَا، جَاءَ تْهَا رِيحٌ عَاصِفٌ (یونس/۲۲)

''یہاں تک کہ جب تم کشتیوں میں بیٹھے اور وہ تم کو اچھی ہوا سے لے چلیں، اور اس سے خوش ہوئے، تو کشتیوں پر تند ہوا آئی''۔

یہاں رحمت کی ہوا کے لیے مفرد لفظ (ریح) استعمال کیا گیا ہے، اس کی دو وجوہات ہیں:

۱۔ لفظی طور پر یہ (ریح عاصف) کے مقابلہ میں وراد ہے، اس کی رعایت میں مفرد استعمال ہوا ہے۔

۲۔ معنوی وجہ یہ ہے کہ رحمتِ الٰہی کی تکمیل ہوا میں اتحاد کی شکل میں ہوسکتی ہے۔ کیوں کہ یک طرفہ ہوا سے ہی کشتی چلے گی، اور اگر مختلف جہات سے ہوائیں آجائیں تو کشتی ٹکرا کر غرق اور ہلاک ہو جائے گی؛ یہاں ہوا کا متحد ہونا ضروری اور مطلوب ہے۔ (ریح) کے لفظ سے یہ وہم ہوسکتا تھا کہ یہ آندھی ہے، اس کے ازالہ کے لیے اس ہوا کو (طیبۃ) کہا گیا ہے۔

(من أسرار النظم القرآنی، از: ڈاکٹر محمد عبد اللہ سعادت ص ۶۔۷، البرہان فی علوم القرآن ۴/۱۱، تفسیر القطان ۲/۵۳)

(ب) فرمان باری: انْ يَشَأْ يُسْكِنِ الرِّيحَ فَيَظْلَلْنَ رَوَاكِدَ عَلٰى ظَهْرِه (شوریٰ/۳۳)

''اگر چاہے، تو ہوا کو تھام دے، تو سارے دن اس کی پیٹھ پر ٹھہری ہوئی رہیں''۔

یہ آیتِ کریمہ بھی عام ضابطہ سے مستثنیٰ ہے؛ لیکن ابن منیر کہتے ہیں کہ یہ ضابطہ کے مطابق ہے، یہاں عذاب مراد ہے؛ اس لیے کہ ہوا کا رکنا عذاب اور کشتی والوں کے لیے باعثِ مشقت ہے۔ (الاتقان ۱/۲۲۲)

ابن عطیہ سورتِ فرقان آیت/ ۴۸...... هُوَ الَّذِىٓ أَرْسَلَ الرِّيَاحَ بُشْرًا کی تفسیر میں رقم طراز ہیں:

''جمع کی قراءت (یعنی ریاح) زیادہ معقول ہے؛ اس لیے کہ عرف کے اعتبار سے قرآن کریم میں لفظ

''ریح''مفرد عذاب کے سیاق میں اور بارش ورحمت کے سیاق میں جمع (ریاح) استعمال ہوا ہے۔اس تفریق کی وجہ یہ ہے کہ بارش کی ہوا متفرق طور پر مختلف مقامات سے ٹھہر ٹھہر کر آتی ہے، جب کہ عذاب کی ہوا یک بارگی آتی ہے، متفرق طور پر نہیں آتی؛ چناں چہ وہ اپنے سامنے آنے والی ہر چیز کو توڑ کر رکھ دیتی ہے۔رمانی کہتے ہیں: رحمت کی ہوا کو ریاح کے لفظ سے اس لیے تعبیر کیا گیا کہ یہ تین ہوائیں (جنوبی، پروائی، اور شمالی) ہیں، ان سے درخت باردار ہوتے ہیں، اور عذاب کی ہوا کے لیے مفرد لفظ ''ریح'' اس لیے استعمال ہوا کہ یہ ایک ہی ہوا (پچھوائی) ہے، اس سے درخت باردار نہیں ہوتے۔(ابن عطیہ تفسیر سورتِ فرقان آیت/ ۴۸)

شاید ابن عاشور مفرد وجمع کے استعمال میں اس تفریق سے مطمئن نہیں، وہ سورتِ بقرہ آیت/۱۶۴ کی تفسیر میں رقم طراز ہیں:

''کچھ لوگ کہتے ہیں کہ جمع کا لفظ (ریاح) خیر کی ہوا میں اور مفرد لفظ (ریح) مصیبت کی ہوا کے لیے بہ کثرت استعمال ہوتا ہے۔ان استدلال اس حدیث سے ہے، جس میں فرمانِ نبوی ہے: (اللّٰھُمّ اجْعَلْھَا رِیَاحاً لاَ رِیْحاً)۔یہ تفریق فی الغالب ہے، ورنہ مفرد لفظ بھی جمع کے موقع پر استعمال ہوا ہے، یہاں پر دوسری قراءت (الریح) بھی ہے۔مستدل حدیث صحت کے درجہ کی نہیں۔اور اگر یہ تفریق تسلیم کر لی جائے، تو اس کی بہترین توجیہ یہ ہوسکتی ہے کہ نفع بخش ہوا ہلکی ہوتی ہے، اس کی موجیں رک رک کر آتی ہیں، جس سے لوگوں کو نقصان نہیں پہنچتا، اور چوں کہ یہ ٹھہر ٹھہر کر اٹھتی ہیں؛ اس لیے ان کو جمع کے لفظ سے تعبیر کیا گیا، گویا یہ کئی ایک ہوائیں ہیں۔اس کے برعکس عذاب کی ہوا اور آندھی یک بارگی آتی ہے، اس میں لوگوں کو کوئی موقع نہیں ملتا؛ لہٰذا یہ ایک ہوا کے درجہ میں ہوئی؛ اس لیے اس کو مفرد کے لفظ سے تعبیر کیا گیا۔قرطبی نے یہی لکھا ہے۔(ابن عاشور تفسیر سورتِ بقرہ/۱۶۴)۔

لیکن ابن عاشور سورتِ روم آیت/ ۴۸ کی تفسیر میں رقم طراز ہیں:

''ریاح کا لفظ جمع لایا گیا ہے؛ اس لیے کہ عام استعمال میں جمع کا لفظ ان ہواؤں کے لیے ہوتا ہے، جو بارش کی بشارت دیتی ہوں؛ کیوں کہ بادلوں کو ہانکنے والی ہوائیں، مختلف سمتوں سے اٹھتی ہیں، یہ جنوبی، شمالی، پوروائی اور پچھوائی ہوائیں ہیں۔اس کے برعکس مفرد لفظ (ریح) کا عام استعمال سخت اور طاقت ور ہوا کے لیے ہوتا ہے؛ کیوں کہ یہ یک بارگی ایک طرف سے آجاتی ہے، اور تیز ہوتی رہتی ہے۔روایت میں ہے کہ جب ہوا چلتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے: (اللّٰھُمّ اجْعَلْھَا رِیَاحاً لاَ رِیْحاً)۔سورتِ بقرہ میں اس پر بحث آچکی ہے۔
(ابن عاشور تفسیر سورتِ روم/ ۴۸)

اس تفریق پر اشکال:

مفرد وجمع کے استعمال میں اس تفریق پر بعض لوگوں نے یہ اشکال کیا ہے کہ قرآن کریم میں بارہ مقامات پر (ریح یا ریاح) کی مختلف قراءتیں ہیں، اس کے ہوتے ہوئے یہ تفریق مشکل ہے؟

لیکن اس کا جواب یہ ہے کہ قراءتوں کے اس اختلاف سے اصل ضابطہ متاثر نہیں ہوتا؛ کیوں کہ رحمت کے سیاق میں جن قراء کے یہاں جمع کی قراءت (ریاح) ہے، وہ اصل ضابطہ کے موافق ہے؛ البتہ رحمت کے سیاق میں جن قراء کے یہاں مفرد کی قراءت (ریح) ہے، تو اس کی توجیہ یہ ہے کہ ان کے نزدیک اس سے جنس مراد ہے۔ عذاب کے سیاق میں جمع (ریاح) کہیں استعمال نہیں ہوا، اور جہاں کہیں رحمت کے سیاق میں مفرد لفظ (ریح) آیا ہے، تو اس کی صفت بیان کردی گئی ہے، جس سے التباس ختم ہوجاتا ہے، مثلاً سورتِ یونس میں بریح طیبة آیا ہے۔ اور اگر اس کی صفت مذکور نہیں، تو اس سے مراد عذاب کی ہوا ہے، جیسا کہ حدیث پاک میں گزرا۔

مزید برآں یہ کہ بسا اوقات قرآن کریم میں کسی لفظ کی کوئی خصوصیت ہوتی ہے، جو اس کے لیے علامت قرار دی جاتی ہے، مثلاً: قرآن کریم میں جہاں کہیں (یُدریک) آیا ہے، وہ مبہم ہے، واضح نہیں، جیسا کہ سورتِ شوریٰ میں ہے: یُدْرِیکَ لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِیبٌ (شوریٰ/ ۱۷)۔ اور جہاں کہیں لفظ (أَدْرَاکَ) آیا ہے، وہ مفسر ہے، مثلاً: وَمَا أَدْرَاکَ مَاهِیَهْ، نَارٌ حَامیة (سورت قارعۃ)۔ (دیکھیے: تفسیر النیسابوری ۱۹۳/ ۱، تفسیر اللباب از ابن عادل ۲/۲۴۴)

خطیب شربینی اس تفریق کی تشریح کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

''نفع بخش ہوا کو ''ریاح'' اور مضر ہوا کو ''ریح'' کہنے کی کئی وجوہات ہیں:

۱۔ نفع بخش ہوا مختلف انواع واقسام واجزاء والی ہوتی ہے؛ اس لیے اس کو جمع کے لفظ سے تعبیر کیا گیا۔ نفع بخش ہواؤں کے جھونکے شب وروز آتے رہتے ہیں، جب کہ مضر ہوا سالوں نہیں بلکہ صدیوں میں کبھی اٹھتی ہے۔

۲۔ نفع بخش ہوا ایک نہیں؛ بلکہ متعدد ہوتی ہے، جب کہ مضر ہوا جیسے بادِ سموم، یک بارگی آتی ہے۔

۳۔ حدیث میں آیا ہے کہ ہوا چلی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللّٰھُمّ اجْعَلْھَا رِیَاحاً ولاتَجْعَلھا رِیْحاً۔ اس میں اس آیت کریمہ کی طرف اشارہ ہے: فَأَرْسَلْنَا عَلَیْهِمُ الرِّیحَ العَقِیمَ (ذاریات) (دیکھیے: السراج المنیر تفسیر سورتِ روم ج ۱ص ۳۳۲۸)

صاحبِ المنار اس کی توضیح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

’’قرآنی آیات کے تتبع سے معلوم ہوتا ہے کہ جمع کا استعمال، اللہ تعالیٰ کی آیات اور اس کی رحمت خصوصاً بارش کے سیاق میں آیا ہے، جب کہ مفرد (ریح) کا استعمال چند آیات میں قومِ عاد کے عذاب کے تعلق سے وارد ہے، نیز عذاب کی مثال بیان کرتے ہوئے بھی مفرد لفظ استعمال ہوا ہے، مثلاً:

مَثَلُ مَا يُنفِقُوْنَ فِيْ هٰذِهِ الْحَيَاةِ الدُّنيا كَمَثَلِ رِيْحٍ فِيْهَا صِرٌّ أَصَابَتْ حَرْثَ قَوْمٍ ظَلَمُوا أنفُسَهم فَأَهْلَكَتْهُ (آل عمران/۱۱۷)

’’اس دنیا کی زندگی میں جو کچھ خرچ کرتے ہیں، اس کی مثال جیسے کہ ایک ہوا، اس میں پالا ہو‘‘۔

فرمانِ باری ہے:

مَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوا أَعْمَالُهُم كَرِمادٍن اشْتَدَّتْ بِه الرِّيْحُ فِي يومٍ عَاصِفٍ، لا يَقْدِرُوْنَ عَلَى شَيءٍ (ابراھیم/۱۸)

’’ان لوگوں کا حال، جو اپنے رب کے منکر ہیں، ان کے اعمال ایسے ہیں جیسے کہ وہ راکھ آندھی کے دن اس پر زور کی ہوا چلے‘‘۔

فرمانِ باری: أَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيحُ فِي مَكَانٍ سَحِيقٍ (حج/۳۱)

’’یا ہوا نے اس کو کسی دور مکان میں جا ڈالا‘‘۔

البتہ تقابل کے وقت عذاب ورحمت دونوں معانی میں استعمال ہے، مثلاً فرمانِ باری ہے:

هُوَ الَّذِيْ يَسِيْرُكُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ حتى اذا كُنتُمْ فِي الْفُلْكِ وَجَرَيْنَ بِهِمْ بِرِيْحٍ طيبة، جَاءَ تْهَا رِيحٌ عَاصِفٌ (۱۰/۲۲)

’’وہی وہ ہے، جو تم خشکی اور سمندر میں چلاتا ہے، یہاں تک کہ جب تم کشتیوں میں بیٹھے اور وہ تم کو اچھی ہوا سے لے چلیں تو کشتیوں پر تند ہوا آئی‘‘۔

سورتِ انبیاء، سبا اور ص میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے لیے ہوا کو ماتحت کیے جانے کے تعلق سے احسانِ الٰہی کے سیاق میں بھی مفرد (ریح) آیا ہے۔

☆......☆......☆

امامِ اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا حدیثی اور فقہی ذوق

محمد صدیق ابوالحاج مظفری
جامعہ فاروقیہ، شجاع آباد، ملتان

امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے، آپ کا نام نعمان، والد کا نام ثابت، دادا کا نام زوطیٰ اور آپ کی کنیت ابوحنیفہ ہے، آپ کی ولادت سن ۸۰ ہجری میں اور وفات سن ۱۵۰ ہجری میں ہے، آپ امام الائمہ اور پوری امت کے محسنِ اعظم ہیں، اللہ تعالی نے آپ کو علمِ شریعت کی خاص فہم اور نصوصِ شرعیہ سے فقہی مسائل کے استدلال واستنباط کی بے پناہ قوت عطا فرمائی تھی، چنانچہ امامِ مالک، عبداللہ بن مبارک، عبدالرحمٰن بن مہدی اور یزید بن ہارون رحمہم اللہ جیسے کبارائمہ سے آپ کے متعلق تعریفی کلمات کافی زیادہ مشہور ہیں اور امامِ شافعی (متوفی ۲۰۴ھ) رحمہ اللہ کا یہ جملہ تقریباً ان سب کی ترجمانی کرتا ہے:

الناس عِيالٌ على أبي حنيفة في الفقه«(۱)۔

فقہ اسلامی کی تدوین:

فقہ اسلامی کے مدوِّنِ اول آپ ہی ہیں، چنانچہ آپ نے قرآن وحدیث سے فقہی مسائل کے استنباط کے لیے اہلِ علم کی چالیس (۴۰) رکنی شوریٰ قائم فرمائی تھی، جس میں روزانہ کی بنیاد پر قرآن وحدیث کی روشنی میں فقہی مسائل پر بحث کی جاتی تھی اور مضبوط دلائل کی بنیاد پر نتائج قائم کیے جاتے تھے، جن فقہی استنباطات اور نتائجِ بحث کو آپ کے عظیم شاگرد امام محمد بن حسن شیبانی (متوفی ۱۸۹ھ) رحمہ اللہ نے اپنی خداداد صلاحیتوں سے **ظاهر الرواية** (یعنی مبسوط، جامع صغیر، جامع کبیر، سیر صغیر، سیر کبیر اور زیادات) وغیرہ کی شکل میں مرتب کرکے اُمّت کے سامنے پیش کیا (۲)۔

فقہ مالکی کی تدوین کی پہلی کوشش تو امام محمد رحمہ اللہ کے شاگرد اسد بن الفرات مالکی (متوفی ۲۱۳ھ) رحمہ اللہ نے **المُدوَّنة الأسدية** کی شکل میں فرمائی، جو امام مالکؒ (متوفی ۱۷۹ھ) رحمہ اللہ کے کبار تلامذہ میں سے تھے اور انہیں خود امام مالک رحمہ اللہ نے عراق جاکر امام محمد بن حسن شیبانی رحمہ اللہ سے استفادے کا مشورہ دیا تھا، ان کے بعد پھر عبدالسلام سَحنون بن سعید مالکی (متوفی ۲۴۰ھ) رحمہ اللہ نے اسد بن الفرات رحمہ اللہ کے مجموعے کی خوب خوب تنقیح

کی اور اسے اپنی مشہورِ زمانہ کتاب المُدوَّنة الکبریٰ کی شکل میں پیش کیا۔

باقی عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ المُدوَّنة الکبری ہی مذہبِ مالک کی سب سے پہلی کتاب ہے، یہ درست نہیں ہے، بلکہ المُدوَّنة الکبری کے پیچھے المُدوَّنة الأسدیة موجود ہے(۳)۔

فقہ شافعی کی تدوین خود امام محمد بن ادریس شافعی (متوفی ۲۰۴ھ) رحمہ اللہ کے قلم سے کتابُ الأم وغیرہ کی شکل میں ہوئی ہے، جو کہ حدیث میں امام مالک رحمہ اللہ کے اور فقہ میں امام محمد رحمہ اللہ کے خاص شاگرد ہیں (۴) اور فقہ حنبلی کو امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ) رحمہ اللہ سے بہت بعد تک مدوَّن کیا جاتا رہا، اسی وجہ سے فقہ حنبلی کے اصول کوئی بہت زیادہ محدد نہیں ہیں۔

حدیثی ذوق اور علمی ذخائر:

فقہ کی طرح فنِ حدیث میں بھی آپ کمال کا ذوق رکھتے تھے اور تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ آپ کے پاس علمِ حدیث کے بہت بڑے ذخائر موجود تھے، چنانچہ حافظ ابونعیم اصبہانی (متوفی ۴۳۰ھ) رحمہ اللہ اپنی سند سے یحییٰ بن نصر مروَزی (متوفی ۲۱۱ھ) رحمہ اللہ سے نقل فرماتے ہیں:

دخلتُ على أبى حنيفة فى بيت مملوء كتبًا، فقلت: ما هذه؟ قال: هذه أحاديثُ كلُّها(۵).

یعنی: میں ایک مرتبہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ اُس وقت ایک ایسے کمرے میں تشریف فرما تھے کہ جو کتابوں سے بھرا ہوا تھا، میں نے آپ سے پوچھا کہ یہ کس فن کی کتابیں ہیں، آپ نے بتایا کہ یہ سب حدیثِ پاک کی کتابیں ہیں۔

اسی طرح آٹھویں صدی ہجری کے مشہور علامہ عالم عبدالعزیز بخاری (متوفی ۷۳۰ھ) رحمہ اللہ اپنی کتاب کشف الأسرار میں یحییٰ بن نصر مروَزی رحمہ اللہ کا یہ قول نقل فرماتے ہیں:

سمعت أبا حنيفة يقول عندى صناديقُ من الحديث ما أخرجتُ منها إلا اليسير الذى يُنتفع به(٦) .

یعنی: میں نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میرے پاس احادیث کے کئی صندوق بھرے ہوئے ہیں، جن میں سے تھوڑی سی مقدار کو (موقع ومحل کے مناسب) نفع کی غرض سے میں نے بیان کیا ہے۔

دسویں صدی ہجری کے مشہور محدث اور معروف شافعی عالم شمس الدین محمد بن یوسف صالحی (متوفی ۹۴۲ھ) رحمہ اللہ نے آپ کے حدیثی مقام کے متعلق فرمایا ہے:

كـان أبـو حـنيفة من كبار حفاظ الحديث وأعيانهم، ولولا كثرة اعتنائه بالحديث ما تهيأ له استنباط مسائل الفقه(۷) .

یعنی: امامِ ابوحنیفہ رحمہ اللہ کبار حفاظِ حدیث میں سے تھے، اگر آپ کی حدیثِ پاک میں بہت زیادہ ممارست نہ ہوتی، تو آپ کو فقہی مسائل کے استنباط کا ملکہ حاصل نہ ہوتا۔

اسی طرح مؤرخِ اسلام حافظ شمس الدین ذہبی (متوفی ۷۴۸ھ) رحمہ اللہ نے آپ کو حفاظِ حدیث میں شمار کیا ہے(۸) اوران کے علاوہ متقدمین ومتاخرین اہلِ علم کی ایک بڑی جماعت نے آپ کے حدیثی ذوق کی گواہی دی ہے۔

معنی حدیث اورفقہ الحدیث سے خاص شغف:

حدیثِ پاک کے الفاظ اورمعانی میں سے آپ کو معنی حدیث اورفقہ الحدیث سے زیادہ شغف تھا، مشکل احادیث کے حل اورقرآن وسنت کی بظاہر متعارض نصوص کی تطبیق میں آپ کو خوب مہارت تھی اوراس کے لیے آپ نے متعدد قواعد وضع فرمائے، جو آج تک اہلِ علم کے درمیان معروف اورمتداول ہیں، جیسے قرونِ ثلاثہ کی حدیثِ مرسل کا مقبول ہونا، کسی مسئلے میں دو متعارض احادیث میں سے آخری پر عمل کرنا، حدیثِ مرفوع میں حل نہ ملنے پر صحابہ کرام کے قول، فعل اور تقریر کی طرف رجوع کرنا، کتاب اللہ اورصحابہ کرام کے عملِ متوارث کے خلاف خبر واحد کا مقبول نہ ہونا وغیر ذٰلک، خلاصہ یہ ہے کہ الفاظ سے شارع علیہ السلام کی مراد تک پہنچنے میں آپ کو ملکہ اجتہاد حاصل تھا، جس کی وجہ سے آپ حدیث کے معانی ومطالب بیان کرنے اوران سے فقہی مسائل کے استنباط میں کمال درجہ کے ماہر شمار ہوتے ہیں۔

چنانچہ ایک موقع پر مشہور محدث امام اعمش (متوفی ۱۴۸ھ) رحمہ اللہ نے فہمِ حدیث میں آپ کے کمالِ بصیرت کو دیکھ کر ان کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

أنتم الأطباء ونحن الصيادلة(۱۰) . یعنی: آپ حضرات ہی ماہر طبیب ہیں، ہم تو محض دوا فروش ہیں۔

کتاب الآثار کی تدوین:

معانی حدیث سے اسی خاص شغف کا نتیجہ تھا کہ آپ نے سب سے پہلے فقہی ابواب کی ترتیب پر تدوینِ حدیث کی بنیاد ڈالی اوراپنی مایہ ناز کتاب ''الآثار'' مرتب فرمائی، جس کو تصنیفِ حدیث کے میدان میں اس طرح مقبولیتِ عامہ حاصل ہوئی کہ بعد میں آنے والے تقریباً ہر بڑے محدث نے تدوینِ حدیث میں ابوابِ فقہیہ کی ترتیب کو

اختیار فرمایا اور آج تک سنن واحکام کی تمام کتابیں اسی ترتیب کے مطابق مرتب ہوتی چلی آ رہی ہیں، چنانچہ علامہ جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) رحمہ اللہ تبييض الصحيفة میں آپ رحمہ اللہ کی کتاب ''الآثار'' کے فقہی ابواب پر اولین تصنیف ہونے کا قول نقل کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

ومن مناقب أبي حنيفة التي انفرد بها: إنه أوَّلُ من دوَّن علمَ الشريعة ورتبه أبوابًا، ثم تابعَه مالكُ بن أنس في ترتيب المُوَطَّأ(۱۱) .

یعنی: یہ بات امامِ ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے فضائل میں سے ہے اور اس میں آپ کے ساتھ کوئی دوسرا شریک نہیں ہے کہ آپ نے سب سے پہلے علمِ شریعت کو فقہی ابواب کی ترتیب پر مرتب فرمایا، جس کے بعد پھر امامِ مالک رحمہ اللہ نے موطا کی ترتیب میں آپ کی پیروی کی۔

حدیث میں امامِ اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی تصنیف کردہ صرف یہی ایک کتاب ہے، جسے امامِ زفر، امامِ ابویوسف، امامِ محمد اور آپ کے فرزندِ ارجمند حماد بن ابی حنیفہ رحمہم اللہ سمیت متعدد شاگردوں نے روایت کیا ہے اور ہمارے اس آخری دور کے عظیم محدث حضرت مولانا عبد الرشید نعمانی (متوفی ۱۴۲۰ھ) رحمہ اللہ نے "کتاب الآثار" کے مقدمہ میں آپ سے اس کتاب کو نقل کرنیوالے (۱۳) مشہور راویوں کے نام ذکر فرمائے ہیں۔

کتاب الآثار کے علاوہ روایات:

امامِ اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے تدوینِ فقہ اور مجلسِ درس میں مسائلِ شرعیہ بیان کرنے کے دوران "کتاب الآثار" کے علاوہ بطورِ دلیل جو احادیث بیان فرمائی تھیں، یا اس کے علاوہ آپ رحمہ اللہ کے پاس صحابہ وتابعین کے مسودات کی صورت میں جو چھوٹے بڑے حدیثی مجموعے موجود تھے، ان کی روایت کا سلسلہ آپ کے تلامذہ اور بعد کے محدثین کے درمیان باقاعدہ جاری رہا، چنانچہ حافظ عبداللہ حارثی (متوفی ۳۴۰ھ) رحمہ اللہ نے كشف الآثار الشريفة میں اور محدث خوارزمی (متوفی ۶۶۵ھ) رحمہ اللہ نے جامع المسانيد میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تین شاگردوں (حافظ شعیب بن اسحاق دمشقی (متوفی ۱۸۶ھ)، حافظ اسحاق بن یوسف ازرق (متوفی ۱۹۵ھ) اور حافظ عبداللہ بن یزید مقری مکی (۱۱۳-۲۱۳۲ھ) رحمہم اللہ) کے بارے میں نقل کیا ہے کہ انہوں نے "کتاب الآثار" کے علاوہ باقاعدہ صحیفوں کی شکل میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی احادیث مدوّن فرمائی ہیں اور كشف الآثار الشريفة میں حافظ عبداللہ بن یزید مقری رحمہ اللہ کے صحیفے کی احادیث کی تعداد نوسو نقل کی گئی ہے (۱۱)۔

جیسا کہ امام محمد (متوفی ۱۸۹ھ) رحمہ اللہ کی بطورِ خاص "كتاب الحجه على اهل المدينة اور کتاب

السیر میں اورامام ابویوسف (متوفی ۱۸۲ھ) رحمہ اللہ کی کتاب الخراج وغیرہ میں آپ رحمہ اللہ کی ایسی روایات موجود ہیں کہ جو "کتاب الآثار" کی روایات کے علاوہ ہیں، اسی طرح موطا امام مالک بروایتِ امام محمد، مصنف عبد الرزاق، مصنف ابنِ ابی شیبہ، شرح معانی الآثار، شرح مشکل الآثار، سننِ دارقطنی، مستدرکِ حاکم اور امام بیہقی رحمہ اللہ وغیرہ کی تصانیف میں آپ کی سند سے بکثرت روایات منقول ہیں۔

روایتِ حدیث میں غایتِ احتیاط:

روایتِ حدیث کے باب میں امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ حد درجے کے محتاط تھے، کمزور بنیادوں پر یا عجلت میں آپ کوئی حدیث بیان نہیں فرماتے تھے، چنانچہ امام وکیع بن الجراح (متوفی ۱۹۷ھ) رحمہ اللہ نے آپ کے متعلق فرمایا ہے:

لقد وُجد الورع عن أبی حنیفة فی الحدیث ما لم یوجد عن غیرہ (۱۲) .

یعنی: روایتِ حدیث کے باب میں جس قدر احتیاط امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ میں تھی، اتنی احتیاط ان کے ہم عصروں میں کسی کے اندر نہیں تھی۔

حدیث کے معاملے میں آپ رحمہ اللہ ہمیشہ اپنے مضبوط حافظے پر اعتماد کرتے تھے، کتاب سے دیکھ کر احادیث بیان کرنے کو آپ جائز نہیں سمجھتے تھے، چنانچہ امام بخاری رحمہ اللہ کے استاذ یحییٰ بن مَعین (متوفی ۲۳۳ھ) رحمہ اللہ حدیث کے سلسلے میں آپ کے کمالِ احتیاط کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

کان لا یحدث بالحدیث إلا بما یحفظه (۱۳) .

یعنی: آپ رحمہ اللہ صرف وہی حدیث بیان کیا کرتے تھے، جسے اپنے حافظے میں از بر پاتے۔

پس اسی کمالِ احتیاط اور فقہی استنباطات میں گہری مصروفیت کی وجہ تھی کہ فقہ میں تو آپ کو خوب شہرت حاصل ہوئی، مگر روایتِ حدیث میں آپ کے شایانِ شان زیادہ تعارف قائم نہیں ہو سکا، حالانکہ آپ شیخ المحدثین تھے، چنانچہ امام بخاری وامام مسلم رحمہما اللہ کے شیخ الشیخ، امیر المؤمنین فی الحدیث سفیان بن عیینہ (متوفی ۱۹۸ھ) رحمہ اللہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے متعلق فرماتے ہیں:

أول من صیَّرنی محدثًا أبو حنیفة (۱۴) .

یعنی: مجھے سب سے پہلے جس شخص نے محدث بنایا، وہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تھے۔

مسند امام اعظم اور دیگر مسانید ابی حنیفہ کی حقیقت:

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے اپنے اور تلامذہ کے دور میں آپ رحمہ اللہ کی جملہ احادیث مستقل طور پر کتابی شکل میں

مدوّن نہ ہوسکیں، البتہ! چوتھی صدی ہجری کے اوائل میں باقاعدہ طور پر اس خیال کو عملی جامہ پہنانے کی سعی کا آغاز ہوا اور اس زمانے کے متعدد جید علماء نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی سند سے مروی احادیث کو مستقل مجموعوں میں مرتب کرنا شروع کیا، جو آج "مسانید ابی حنیفہ" کی شکل میں ایک بڑی تعداد میں ہمارے سامنے موجود ہیں۔

باقی مسند امامِ اعظم کے نام سے مشہور کتاب خود امام حنیفہ رحمہ اللہ کی اپنی تصنیف نہیں ہے اور نہ ہی آپ کے کسی شاگرد کی مرتب کردہ کتاب ہے، بلکہ مسند ابی حنیفہ کے نام سے آپ رحمہ اللہ کی احادیث کو جمع کرنے کا آغاز ہی چوتھی صدی ہجری کے مشہور عالم حافظ ابوعبداللہ محمد بن مخلد دُوری (متوفی ۳۳۱ھ) رحمہ اللہ نے کیا اور اپنی مشہور زمانہ کتاب "مسند ابی حنیفہ" تصنیف فرمائی، اس کے بعد لگارتار یہ سلسلہ علماءِ امت میں چل پڑا اور امام صاحب رحمہ اللہ کی احادیث پر تقریباً دو درجن کے لگ بھگ مسانید لکھی گئیں، جن میں سے حافظ ابن عُقدہ (متوفی ۳۳۲ھ)، حافظ ابن ابی العوّام (متوفی ۳۳۵ھ)، قاضی ابن الأشنانی (متوفی ۳۳۹ھ)، حافظ عبداللہ حارثی (متوفی ۳۴۰ھ)، حافظ ابن عدی (متوفی ۳۶۵ھ)، حافظ ابن المظفر (متوفی ۳۷۹ھ)، حافظ ابن المقریء (متوفی ۳۸۱ھ)، امام دارقطنی (متوفی ۳۸۵ھ)، حافظ ابن شاہین (متوفی ۳۸۵ھ)، حافظ ابونعیم اصفہانی (متوفی ۴۳۰ھ)، حافظ محمد بن طاہر مقدسی (متوفی ۵۰۷ھ)، حافظ ابن خسرو (متوفی ۵۲۲ھ) اور حافظ ابن عساکر (متوفی ۵۷۱ھ) رحمہم اللہ کی مسانید بطورِ خاص قابلِ ذکر ہیں اور ان میں سے مسند ابن ابی العوّام، مسند الحارثی، مسند ابن المقریء، مسند ابی نعیم الاصبہانی اور مسند ابن خسرو وغیرہ مطبوعہ شکل میں بحمداللہ ہماری نظر سے گزری ہیں۔

باقی ان مسانید ابی حنیفہ پر مزید جو علمی کام ہوئے ہیں، مثلاً کسی مسند کا اختصار لکھا گیا ہے، یا کسی کی شرح لکھی گئی ہے، یا کسی کو ابوابِ فقہ پر مرتب کیا گیا ہے، یا کسی کے رجال کے حالات جمع کیے گئے، یا ان میں سے ایک سے زائد مسانید کو ملا کر کسی ایک کتاب میں یکجا کر دیا گیا ہے، ایسے علمی کاموں کی ایک طویل فہرست ہے، جن کو ہم نے اپنے تحقیقی مقالے "امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے حدیثی ذخائر" میں تفصیل سے جمع کرنے کی کوشش کی ہے۔

ہمارے یہاں مسند امامِ اعظم کے نام سے مشہور کتاب کی اصل حافظ عبداللہ حارثی رحمہ اللہ کی تصنیف کردہ "مسند ابی حنیفہ" ہے، جو سترہ سو اکتالیس (۱۷۴۱) احادیث پر مشتمل ہے اور مکتبہ امدادیہ مکۃ المکرّمہ سے دو جلدوں میں مطبوع ہے، مسند حارثی کا ساتویں صدی ہجری میں قاضی صدرالدین موسیٰ بن زکریا حصکفی (متوفی ۶۵۰ھ) رحمہ اللہ نے تقریباً ایک ثلث حُجم میں اختصار لکھا تھا، جو کہ اصل کے مطابق امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے شیوخ کی ترتیب پر تھا، پھر قاضی صدرالدین حصکفی رحمہ اللہ کی اس اختصار کو تیرھویں صدی ہجری کے مشہور فقیہ اور محدثِ حجاز ملا محمد عابد سندھی (متوفی ۱۲۵۷ھ) رحمہ اللہ نے بہت ہی عمدہ انداز سے فقہی ابواب پر مرتب کیا اور یہی فقہی تبویب ہی ہمارے

ہاں درسِ نظامی کے تحت درجہ سادسہ میں داخلِ نصاب رہی ہے اور مسند امام اعظم کے نام سے مشہور ہے۔

---

(۱)تهذيب الأسماء واللغات، للإمام النووی: ۲/ ۲۲۰، ط: دار الكتب العلمية، بيروت .

(۲) أخبار أبی حنيفة، للصَّيْمَری، ص: ۱۵۸، ط: عالم الكتب، و"فقْه أهل العراق" للكوثری، ص: ۵۵، ط: الأزهرية .

(۳) ترتيب المدارك وتقريب المسالك، للقاضی عياض المالكی: ۳/۲۹۲-۲۹۸، ط: الأزهرية، مصر، و"بلوغ الأمانی فی سيرة الإمام محمد بن الحسن الشيبانی" للعلامة الكوثری، ص: ۱۴-۱۹، ط: مكتبة الخانجی، مصر .

(۴) "بلوغ الأمانی"، ص: ۲۰-۳۴، ط: مكتبة الخانجی .

(۵) "شرح مسند أبی حنيفة" لملا علی القاری، ص: ۷، ط: دار الكتب العلمية، و"عقود الجواهر المنيفة فی أدلة مذهب الإمام أبی حنيفة" لمحمد مرتضی الزبِيدی: ۱/۳۳، ط: مصر .(انظر مقدمة كتاب "الآثار" للنعمانی)

(۶) "كشف الأسرار" لعبد العزيز البخاری: ۱/۳۰، ط: دار الكتب العلمية .

(۷) "عقود الجُمان فی مناقب الإمام أبی حنيفة النعمان" للصالحی، ص: ۲۹۴، ط: جامعة الملك عبد العزيز، السعودية .

(۸) "تذكرة الحافظ" للحافظ الذهبی: ۱/۱۲۶، رقم الترجمة: ۱۶۳، ط: دار الكتب العلمية، بيروت.

(۹) "مناقب أبی حنيفة وصاحبيه" للحافظ الذهبی، ص: ۳۵، ط: إحياء المعارف النعمانية، حيدر آباد الدكن.

(۱۰) "تبييض الصحيفة بمناقب الإمام أبی حنيفة" لجلال الدين السيوطی، ص: ۱۱۹، ط: دار الكتب العلمية .

(۱۱) انظر مقدمة "الموسوعة الحديثية لمرويات الإمام أبی حنيفة" للبهرائجی: ۱/۸۸-۹۰، ط: مكتبة رشيدية، كوئيتة.

(۱۲) "مناقب الإمام الأعظم" لصدر الأئمة موفق بن أحمد المكی: ۱/۱۹۷، ط: مجلس دائرة المعارف، حيدر آباد الدكن، الهند.

(۱۳) "سير أعلام النبلاء" للحافظ الذهبی: ۶/۳۹۵، ط: مؤسسة الرسالة، بيروت.

(۱۴) "الجواهر المضية فی طبقات الحنفية" لعبد القادر القرشی: ۱/ ۱۳۲، ط: مير محمد كتب خانه، كراتشی.

پڑوسی کے حقوق ارشادات نبوی کی روشنی میں

مولانامفتی ابوالخیر عارف محمود
مدیر مدرسہ فاروقیہ گلگت

پڑوسی وہمسایہ کے حقوق کے بارے میں آج کل بہت کوتاہی دیکھنے میں آرہی ہے، حالاں کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے متعدد فرامین وارشادات میں نہ صرف تاکید فرمائی ہے بلکہ کئی نوعیت کے حقوق کو الگ الگ عنوانات سے بھی بیان فرمایا ہے، ذیل میں ارشادات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں پڑوسی کے حقوق کا ایک سرسری جائزہ لیتے ہیں، تاکہ ان ارشادات کی روشنی میں مسلمان پڑوسی کے حقوق ادا کرنے والے بن جائیں۔

پڑوسی کے حقوق کی تاکیدی وصیت:

عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: **ما زال جبريل يوصيني بالجار حتى ظننت أنه سيورثه.** (1) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جبرائیل علیہ السلام مجھے پڑوسی کے حق کے بارے میں اس قدر وصیت کرتے رہے کہ مجھے خیال ہونے لگا کہ وہ پڑوسی کو وارث بنادیں گے۔ ایسی ہی ایک روایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی مروی ہے۔(2)

غیر مسلم پڑوسی کو ہدیہ دینا:

اسی روایت کے ایک طریق میں آیا ہے کہ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر والوں کو حکم دیا کہ وہ غیر مسلم پڑوسی کو ہدیہ بھیجیں، ملاحظہ فرمائیں:

عن عمرو بن شعیب عن أبیہ رضی اللہ عنہ قال: **"ذُبِحتْ شاة لابن عمرو في أهله، فقال: أهديتم لجارنا اليهوديّ؟ قالوا: لا، قال: ابعثوا إليه منها، فإني سمعتُ رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يقول: }ما زال جبريل يوصيني بالجار، حتى ظننت أنه سيورثه{** (3) عمرو بن شعیب نے اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے گھر میں ایک بکری ذبح کی گئی ہے (پھر جب آئے تو) انہوں نے کہا تم نے ہمارے یہودی ہمسایہ کو ہدیہ بھیجا؟ گھر والوں نے کہا کہ نہیں، آپ نے فرمایا کہ اس بکری کے گوشت میں سے اسے کچھ بھیجو، اس لیے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا تھا کہ جبریل ہمیشہ مجھے

ہمسایہ کے ساتھ احسان کرنے کی وصیت کرتے رہے یہاں تک کہ میں نے گمان کیا کہ اس کو وارث کردیں گے۔

پڑوسی کو تکلیف دینے کی ممانعت

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ اور آخرت پہ ایمان رکھنے والوں کو پڑوسی کو نہ صرف تکلیف دینے سے منع فرمایا ہے بلکہ اس کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا ہے، ملاحظہ فرمائیں:

عن أبي هريرة رضي الله عنه أنّ رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من كان يؤمن بالله واليوم الآخر فلا يؤذ جاره، ومن كان يؤمن بالله واليوم الآخر فليكرم ضيفه، ومن كان يؤمن بالله واليوم الآخر فليقل خيرا أو ليسكت. (4) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہیے کہ وہ اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ دے اور جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہیے کہ وہ اپنے مہمان کا اکرام کرے اور جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہیے کہ وہ بھلائی کی بات کہے یا خاموش رہے۔ مسلم شریف کی ایک روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا: **فليحسن إلى جاره**۔ (5) کہ جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہیے کہ وہ اپنے پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کا معاملہ کرے۔

اللہ کے نزدیک بہترین پڑوسی

ترمذی شریف کی ایک روایت میں اللہ کے نزدیک بہترین پڑوسی اس شخص کو قرار دیا گیا ہے جو اپنے پڑوسی کیا پنے پڑوسی کے لیے بہتر ہو، ملاحظہ فرمائیں:

عن عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: **خير الأصحاب عند الله خيره لصاحبه، وخير الجيران عند الله خيرهم لجاره.** (6) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کے نزدیک سب سے بہتر دوست وہ ہے جو اپنے دوست کے لیے بہتر ہو اور اللہ کے نزدیک سب سے بہتر پڑوسی وہ ہے جو اپنے پڑوسی کے لیے بہتر ہو۔

اللہ اور اس کے رسول کی محبت حاصل کرنے کا نسخہ:

طبرانی کی ایک روایت میں یہ فرمایا گیا ہے کہ اگر تم اس بات کو پسند کرتے ہو کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول تم سے محبت کریں تو اپنے پڑوسی کے ساتھ اچھا سلوک کیا کرو، ملاحظہ کیجیے:

عن أبي قراد السلمی رضی اللہ عنہ قال: **كنا عند رسول الله صلى الله عليه و سلم فدعا بطهور فغمس**

يـده فيه، ثم توضأ فتتبعناه فحسوناه، فقال رسول الله صلى الله عليه و سلم: ما حملكم على ما صـنـعتـم؟ قـلـنـا: حب الله ورسوله، قال: فإن أحببتم أن يحبكم الله ورسوله فأدوا إذا ائتمنتم، وأصـدقـوا إذا حـدثتـم، وأحسنوا جوار من جاوركم. (7) حضرت عبدالرحمان ابی قرادرضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (ایک دن) ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے آپ نے وضو کا پانی طلب فرمایا اور وضو کے پانی والے برتن میں ہاتھ مبارک ڈالا پھر وضو فرمایا، ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کا پانی لے کر (اپنے چہرے اور جسموں پر) ملنے لگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کون سی چیز تمہیں اس کام پر آمادہ کر رہی ہے؟ ہم نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول کی محبت۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر تم اس بات کو پسند کرتے ہو کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول تم سے محبت کریں تو جب کوئی امانت تمہارے پاس رکھوائی جائے تو اس کو ادا کرو اور جب بات کرو تو سچ بولو، اور اپنے پڑوسی کے ساتھ اچھا سلوک کیا کرو۔

جس کا پڑوسی بھوکا ہو وہ کامل مؤمن نہیں:

جانتے بوجھتے پڑوسی کو بھوکا رکھ کر خود پیٹ بھر کر سونا کمال ایمان کے خلاف ہے۔

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: ليس الـمـؤمن بالذى يشبع وجاره جائع إلى جنبه. (8) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مومن وہ نہیں ہوتا یعنی کامل مؤمن جو خود تو پیٹ بھر کے کھائے اور اس کا پڑوسی اس کے پہلو میں بھوکا رہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں اس کو علم کے ساتھ مقید کیا کہ اس کو معلوم ہو کہ اس کا پڑوسی بھوکا ہے پھر بھی وہ اس کی فکر نہ کرے تو وہ کامل مؤمن نہیں ہوسکتا، ملاحظہ کیجیے:

عن أنس بن مالک رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: مـا آمـن بـى من بـات شبعـانـا وجـاره جـائـع إلـى جـنبه وهو يعلم به. (9) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ شخص مجھ پر ایمان لانے والا نہیں ہوسکتا یعنی کامل مؤمن نہیں ہوسکتا جو خود تو پیٹ بھر کر سوئے اور اس کا پڑوسی اس کے پہلو میں بھوکا رہے اور وہ یہ بات جانتا بھی ہو۔

قریب کا پڑوسی زیادہ حقدار ہے:

عـن عـائشة رضـى الـلّـه عـنهـا أنهـا سـألت رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالت: إن لى جـارين، فإلى أيهما أُهْدِى؟ قال: إلى أقربهما منك بابًا. (10) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت

ہے کہ میں نے کہا یا رسول اللہ! میرے دو پڑوسی ہیں ان میں سے پہلے میں کس کو حصہ بھیجوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کا دروازہ تجھ سے زیادہ نزدیک ہو۔

ہمسایہ کے لیے سالن کا شوربہ زیادہ کرنا:

عن أبی ذر رضی اللّٰہ عنہ قال: إن خلیلی أوصانی إذا طبخت مرقا فأکثر مائہ، ثم انظر أقربَ أھل بیت من جیرانک، فأصبھم منھا بمعروف (11) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میرے خلیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے وصیت کی کہ جب تم سالن پکاؤ تو اس میں شوربا زیادہ رکھو پھر اپنے قریبی ہمسایہ کے گھر والوں کو دیکھ کر (جو ضرورت مند ہوں) اس میں کچھ اچھے طریقے سے انہیں بھیجو۔

پڑوسی ایک دوسرے کو ہدیہ دیں:

پڑوسی ایک دوسرے کو ہدیہ لینے اور دینے کا اہتمام کریں، خواہ کوئی معمولی چیز ہی کیوں نہ ہو، ہلکا اور معمولی سمجھ کر ہدیہ کو حقیر نہ سمجھیں، خاص طور پر خواتین کو اس کی ترغیب دی گئی ہے کہ ان کے جذبات بہت جلد متاثر ہو جاتے ہیں اور ان کا آبگینہ محبت بہت جلد چور چور ہو جاتا ہے، ملاحظہ فرمائیں:

عن أبی ھریرۃ رضی اللّٰہ عنہ قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: یا نساء المؤمنات، لا تحقرن جارۃ لجارتھا، ولو فِرسن شاۃ. (12) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے مسلمان عورتو! کوئی پڑوسن اپنی پڑوسن کے لیے معمولی اور حقیر خیال نہ کرے اگرچہ بکری کی کھری کا ہدیہ ہو۔

ترمذی شریف کی روایت میں ہدیہ کو دل کی کدورت دور کرنے کا سبب فرمایا ہے:

تھادوا، فإن الھدیۃ تذھب وحر الصدر، ولا تحقرن جارۃ لجارتھا ولو شق فرسن شاۃ. (13) تم ایک دوسرے کو ہدیہ دیا کرو، اس لیے کہ ہدیہ دل کی کدورت دور کرتا ہے اور کوئی پڑوسن اپنی پڑوسن کے ہدیہ کو معمولی اور حقیر خیال نہ کرے اگرچہ بکری کے کھر کا ایک ٹکڑا ہی ہو۔

پڑوسی کو تکلیف دینے اور نہ دینے والے کا انجام:

عن أبی ھریرۃ رضی اللّٰہ عنہ أن رجلا قال: یا رسول اللّٰہ، إن فلانۃ ذکر من کثرۃ صلاتھا غیر أنھا تؤذی بلسانھا، قال: فی النار، قال: یا رسول اللّٰہ، إن فلانۃ ذکر من قلۃ صلاتھا وصیامھا وإنھا تصدقت بأثوار أقط، غیر أنھا لا تؤذی جیرانھا، قال: ھی فی الجنۃ. (14)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ! فلانی عورت کے بارے میں یہ مشہور ہے کہ وہ کثرت سے نماز، روزہ اور صدقہ خیرات کرنے والی ہے (لیکن) اپنے پڑوسیوں کو اپنی زبان سے تکلیف دیتی ہے (یعنی برا بھلا کہتی ہے)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ دوزخ میں ہے۔ پھر اس شخص نے عرض کیا یارسول اللہ! فلانی عورت کے بارے میں یہ مشہور ہے کہ وہ نفلی روزہ، صدقہ خیرات اور نماز تو کم کرتی ہے بلکہ اس کا صدقہ وخیرات پنیر کے چند ٹکڑوں سے آگے نہیں بڑھتا لیکن اپنے پڑوسیوں کو اپنی زبان سے کوئی تکلیف نہیں دیتی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہ جنت میں ہے۔

جس کے شر سے پڑوسی محفوظ نہ ہو:

عن أبو هريرة رضى الله عنه أن رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم قال: }والله لايؤمن، والله لا يؤمن، والله لا يؤمن، قيل: مَن يا رسول الله؟ قال: الذى لا يأمن جارُه بَوائقَه (15) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی قسم وہ مؤمن نہیں ہوسکتا، اللہ کی قسم وہ مؤمن نہیں ہوسکتا، اللہ کی قسم وہ مؤمن نہیں ہوسکتا، پوچھا گیا کہ کون؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کی ایذاء رسانی سے اس کے پڑوسی محفوظ نہ ہوں۔ مسلم شریف کی روایت میں ہے: **لا يدخل الجنة من لا يأمن جاره بوائقه (16)** یعنی وہ جنت نہیں جائے گا جس کی ایذا رسانی سے اس کے پڑوسی محفوظ نہ ہوں۔

حوالہ جات

(1) أخرجه البخاری فی صیحه برقم (6015) ومسلم فی صیحه برقم (2625). **(2)** أخرجه البخاری فی صیحه برقم (3307). **(3)** أخرجه أبوداود فی سننه برقم (5152) والترمذی فی سننه برقم (1943). **(4)** أخرجه البخاری فی صیحه برقم (6018) **(5)** أخرجه مسلم فی صیحه برقم (184، 185). **(6)** أخرجه الترمذی فی سننه برقم (1944). **(7)** أخرجه الطبرانی فی الأوسط برقم (6517). قال الہیثمی فی مجمع الزوائد (4/257): رواہ الطبرانی فی الأوسط، وفیه عبید بن واقد القیسی وهو ضعیف. **(8)** أخرجه البخاری فی الأدب المفرد برقم (112)، وأبویعلی برقم (2699)، والطبرانی برقم (12741). وقال الہیثمی فی المجمع (8/167): رجاله ثقات. **(9)** أخرجه الطبرانی فی الکبیر برقم (751). **(10)** أخرجه البخاری فی صیحه برقم (5674)، وأبوداود برقم (5155). **(11)** أخرجه مسلم فی صحیحه برقم (2625). **(12)** أخرجه البخاری فی صحیحه برقم (2566، 6017) ومسلم فی صحیحه برقم (1030). **(13)** أخرجه الترمذی فی سننه برقم (2130). **(14)** أخرجه ابن حبان فی صحیحه برقم (5764). **(15)** أخرجه البخاری فی صیحه برقم (5670). **(16)** أخرجه مسلم فی صحيحيه برقم (46)

بچے،قرآن اور ہماری ذمہ داری!

مولانا سید عبدالوہاب شیرازی

بچے اور قرآن، ان دونوں کا آپس میں بہت گہرا تعلق ہے، یہ بات بہت اہمیت کی حامل ہے کہ دنیا میں قرآن کے ماہرین بچپن ہی سے قرآن سے جڑے ہوئے تھے۔جن بچوں کو ان کے والدین نے چھوٹی عمر میں قرآن سے جوڑا، ان بچوں کا قرآن سے تعلق ساری زندگی مضبوط رہا۔ یہاں میں اس بات کی وضاحت بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ بچپن سے قرآن کے ساتھ جوڑنے سے مراد یہ نہیں جو ہمارے معاشرے میں ہوتا ہے، یعنی بچے کو سکول سے واپس لاکر آدھے گھنٹے کے لیے مسجد کے قاری صاحب کے حوالے کردینا، جب کہ وہ بچہ انتہائی تھکاوٹ کا شکار ہوتا ہے، اور پھر والدین نے بھی ساری ذمہ داری قاری صاحب پر ڈال رکھی ہوتی ہے، سالوں گزر جاتے ہیں اور والدین کبھی قاری صاحب سے ملاقات تک نہیں کرتے۔

اگرچہ موجودہ دور میں الحمدللہ! حفظِ قرآن کا رجحان زیادہ ہوا ہے، لیکن پھر بھی عموماً یہی ہوتا ہے کہ لوگ اپنے کسی ایک بچے کو حفظ کروا کر دس افراد کی بخشش کے پروانے پر خود ہی دستخط کرکے بیٹھ جاتے ہیں، یعنی اب جو بھی ہو، ہم بخشے بخشائے ہیں۔ چنانچہ اکثر دیکھنے میں آتا ہے کہ بچوں کو پاکیزہ ماحول فراہم نہیں کیا جاتا، بچہ مدرسہ سے آکر گھر میں موجود شیطانی آلات سے بھی مستفید ہو رہا ہوتا ہے، فلمیں، ڈرامے اور کارٹون کی شکل میں دجالی ہدایات کے انجکشن اس کے قلب ودماغ پر لگتے رہتے ہیں۔ حفظ کے رجحان میں اضافے کے باوجود اب بھی نوے فیصد سے زیادہ لوگ ایسے ہی ہیں جو بچے کو بچپن کی عمر میں قرآن سے نہیں جوڑتے، بلکہ جدید زبانیں اور علوم ہی بچپن میں پڑھاتے اور سکھاتے ہیں۔

یہ بات بھی ہمارے مشاہدے میں آئی ہے کہ جو بچے بچپن میں حفظ کرلیتے ہیں، ان کا حافظہ دوسرے بچوں سے زیادہ قوی ہوتا ہے، چنانچہ اگر بچوں کو سب سے پہلے یعنی پانچ چھ سال کی عمر میں حفظ کروانا شروع کردیا جائے تو باقی چیزیں بعد میں بچہ بہت اچھی طرح سیکھ لیتا ہے۔ دوسری بات یہ بھی اہمیت کی حامل ہے کہ بچے کو چھوٹی عمر میں جو چیز سکھائی جائے گی، ساری عمر اسی چیز کی چھاپ اس کی عملی زندگی میں بھی نظر آئے گی۔ یہی وجہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سات سال کی عمر میں نماز کا حکم دیا، حالانکہ سات سال کے بچے پر ابھی نماز فرض ہی نہیں ہوئی، ابھی

تو مزید سات سال ہیں نماز فرض ہونے میں، یہ سارا اہتمام اسی وجہ سے ہے۔

طبرانی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

’’ادبوا اولادکم علیٰ ثلاث خصال: حب نبیکم وحب آل بیته وتلاوة القرآن، فإن حملةَ القرآن فی ظل عرش اللّٰه یوم لاظل إلا ظلهٗ مع انبیائهٖ واصفیائهٖ‘‘۔

’’اپنے بچوں کو تین باتیں سکھاؤ: اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور ان کے اہل بیت کی محبت اور قرآن کریم کی تلاوت، اس لیے کہ قرآن کریم کو یاد کرنے والے اللہ کے عرش کے سائے میں انبیاء علیہم السلام ساتھ اس روز ہوں گے جس روز اس کے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا۔‘‘

مسلمان علماءِ تربیت نے بچوں کو قرآن کریم کی تلاوت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات کی تعلیم اور مسلمانوں کے عظیم قائدین کے کارنامے بتلانے اور سکھلانے کے ضروری ہونے کے سلسلہ میں جو کچھ کہا ہے، اس کے چند نمونے پیش خدمت ہیں۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ’’ہم اپنے بچوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات اور جنگیں اسی طرح یاد کرایا کرتے تھے جس طرح اُنہیں قرآن کریم کی سورتیں یاد کراتے تھے۔‘‘

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے ’’احیاء العلوم‘‘ میں یہ وصیت کی ہے کہ:

’’بچے کو قرآن کریم اور احادیث نبویہ اور نیک لوگوں کے واقعات اور دینی احکام کی تعلیم دی جائے۔‘‘

علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ نے بچوں کو قرآن کریم کی تعلیم دینے اور یاد کرانے کی اہمیت یوں بتائی ہے:

’’مختلف اسلامی ملکوں میں تمام تدریسی طریقوں اور نظاموں میں قرآن کریم کی تعلیم ہی اساس اور بنیاد ہے، اس لیے کہ قرآن کریم دین کے شعائر میں سے ہے، جس سے عقیدہ مضبوط اور ایمان راسخ ہوتا ہے۔‘‘

ابن سیناؒ نے ’’کتاب السیاسۃ‘‘ میں یہ نصیحت لکھی ہے کہ: ’’جیسے ہی بچہ جسمانی اور عقلی طور سے تعلیم وتعلم کے لائق ہو جائے تو اس کی تعلیم کی ابتداء قرآن کریم سے کرنا چاہیے، تاکہ اصل لغت اس کی گھٹی میں پڑے اور ایمان اور اس کی صفات اس کے نفس میں راسخ ہو جائیں۔‘‘

پہلے زمانے کے لوگ اپنے بچوں کی تربیت کا نہایت اہتمام کیا کرتے تھے اور اپنے بچوں کو جب اساتذہ کے حوالے کرتے تو ان سے درخواست کرتے کہ ان بچوں کو سب سے پہلے قرآن کریم کی تعلیم دیں اور یاد کرائیں، تاکہ ان کی زبان درست ہو اور ان کی ارواح میں پاکیزگی وبلندی اور دلوں میں خشوع وخضوع پیدا ہو اور ان کے نفوس میں ایمان اور یقین راسخ ہو جائے۔

اسرائیلی جیلوں میں قید فلسطینیوں پر انسانیت سوز مظالم

اسرائیل نے جہاں فلسطینیوں پر دیگر انسانیت سوز مظالم ڈھائے ہیں ؛وہیں جبری گمشدگی اور قید وبند کو بھی ایک استبدادی ہتھکنڈے کے طور پر استعمال کیا ہے۔ ذیل کی رپورٹ حماس کی آفیشل ویب سائٹ سے لی گئی ہے جسے اختصار کے ساتھ پیش کیا جارہا ہے۔اس رپورٹ سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ فلسطینی قیدیوں کے ساتھ کس قدر گھناؤنے مظالم رَوا رکھے جاتے ہیں؟!۔یہی مظالم سات اکتوبر کو آغاز ہونے والے ''طوفان الاقصیٰ'' کے محرکات میں سے ایک بڑا محرک ہے۔اس رپورٹ میں ذکر کردہ تمام غیر انسانی ہتھکنڈے بین الاقوامی قوانین،انسانی حقوق،جنیوا کنونشن کے خلاف ہیں؛ مگر اسرائیل دھڑلے سے اور بلا کسی ہچکچاہٹ کے ان قوانین کی مسلسل خلاف ورزی کر رہا ہے۔اسرائیل نے غزہ میں جو قتل عام روا رکھا ہے وہ بھی اس کی ڈھٹائی اور ہٹ دھرمی کی گواہی دیتا ہے۔ان تمام حالات وواقعات کا جائزہ لینے کے بعد کوئی انصاف پسند اسرائیل کی حمایت میں ایک لفظ بولنے کا روادار نہیں ہوسکتا۔

7 اکتوبر 2023ء کے بعد اسرائیلی زندانوں میں نئے قیدیوں کی تعداد میں غیر معمولی اضافہ ہوا اور اس کے ساتھ ساتھ قیدیوں پر ڈھائے جانے والے مظالم کی بھی تمام حدیں پار کردی گئیں۔اس وقت تک تقریبا 9,500 فلسطینی باشندے اسرائیلی عقوبت خانوں میں پابند سلاسل ہیں جہاں انہیں طرح طرح کی اذیتوں کا سامنا ہے۔ انہیں بھوکا رکھنے،تذلیل کرنے،اذیتیں دینے،زخمیوں کے زخموں کو مزید تکلیف پہنچانے،جیلوں کے تہ خانوں میں بدترین جسمانی اور نفسیاتی اذیتوں سے دوچار کرنے کے مکروہ حربے استعمال کیے جاتے ہیں۔

قابض ریاست کے جلادوں کی جانب سے قیدیوں کے خلاف کی جانے والی خلاف ورزیوں میں جبر وتشدد، مار پیٹ،جسمانی اور نفسیاتی اذیتیں، فاقہ کشی، برہنہ تلاشی، غیر انسانی اور ذلت آمیز سلوک، انتظامی حراست کے ذریعے بغیر مقدمے کے حراست میں رکھنا، قیدیوں کو وکلا کے حق سے محروم کرنا، بیمار اور زخمیوں کے علاج معالجے میں منظم طبی غفلت جیسے مکروہ ہتھکنڈے استعمال کیے جاتے ہیں جو قیدیوں کے حوالے سے جنیوا کنونشن اور دیگر عالمی معاہدوں کی کھلم کھلا پامالی ہیں۔یہ دستاویز ان متعدد خلاف ورزیوں کے مختصر پہلوؤں کا احاطہ کرتی ہے جن کا قیدیوں کو سامنا کرنا پڑتا ہے۔یہ خلاف ورزیاں بین الاقوامی اور اقوام متحدہ کے قوانین کو پامال کرتی ہیں۔

قیدیوں، خاص طور پر غزہ کی پٹی کے قیدیوں کو جبری گمشدگی:

غزہ سے گرفتار کیے گئے شہریوں کو خفیہ مقامات اور حراستی کیمپوں میں رکھا جا رہا ہے،مگر ان کے حالات کے

بارے میں کسی کو علم نہیں کہ ان کے ساتھ کیا برتاؤ کیا جاتا ہے؟۔ان کے بارے میں کوئی معلومات ظاہر کیے بغیر من مانے طور پر گرفتار کیا جاتا ہے۔غزّہ سے جبری طور پر لاپتہ کیے جانے والے فلسطینی قیدیوں کی تعداد 849 تک پہنچ گئی ہے۔قابض ریاست نے اپنے حراستی کیمپوں اور جیلوں میں ان کی موجودگی کا اعتراف کیا ہے؛ جب کہ المیز ان سینٹر فار ہیومن رائٹس نے 1,600 سے زیادہ فلسطینی قیدیوں کو جبری طور پر لاپتہ کرنے کا انکشاف کیا ہے۔اور ایسے اعداد وشمار موجود ہیں جو اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ یہ تعداد اس سے کہیں زیادہ ہے، کیونکہ انسانی حقوق اور بین الاقوامی مراکز میں سے کسی کو بھی ان کے ٹھکانے کا علم نہیں ہے اور انہیں جانے کی اجازت نہیں ہے۔ان کے ساتھ "غیر قانونی جنگجو" کے نام سے ایک جدید اسرائیلی قانون کے ذریعے ظالمانہ برتاؤ کیا جاتا ہے۔

بدترین اذیت

قابض حکام نے فلسطین پر قبضے کے بعد سے فلسطینی اسیران پر تشدد کرنا شروع کیا اور اسیران کو نفسیاتی اور جسمانی طور پر اذیت دینے کے لیے کئی طریقے استعمال کیے، جیسے پر تشدد مار پیٹ، چھوٹی کرسی پر باندھ کر رکھنا، سر پر بیگ رکھنا، اونچی آواز میں موسیقی، الماری میں بند کرنا اور ناخن نکالنا جیسے تکلیف دہ ہتھکنڈے استعمال کیے جاتے ہیں۔ صورتحال اس مقام تک پہنچ گئی ہے کہ قیدیوں کو طویل وقت تک ہتھکڑیوں اور بیڑیوں میں جکڑ کر رکھا جاتا ہے۔قابض تفتیش کاروں کی طرف سے فلسطینیوں سے اعترافی بیانات حاصل کرنے کے دیگر خوفناک طریقے استعمال کیے جاتے ہیں۔1967 سے لے کر اب تک 254 قیدی جیل کی کوٹھریوں میں تفتیش کے دوران تشدد یا دانستہ طبی غفلت کے نتیجے میں شہید ہو چکے ہیں اور 7 اکتوبر 2023 سے اب تک شہید ہونے والے قیدیوں کی تعداد 18 ہوگئی ہے۔اسرائیل کے سرکاری اعداد وشمار کے مطابق عبرانی اور انسانی حقوق کے دیگر ذرائع سے موصول ہونے والے اعداد وشمار میں قابض ریاست کے حراستی مرکز، کیمپوں میں تشدد کے نتیجے میں درجنوں شہید قیدیوں کا اضافہ ہوا ہے، جن کے ناموں کی انسانی حقوق کے ادارے جبری جرائم کی وجہ سے تصدیق نہیں کر سکے۔

قیدیوں کو پھانسی دینے کا قانون:

فلسطینی قیدیوں کو پھانسی دینے سے متعلق مسودہ قانون جس پر نام نہاد اسرائیلی کنیسٹ میں بحث کی گئی تھی یا تجویز کیا گیا تھا، بین الاقوامی قوانین اور معیارات کی خلاف ورزی کے حوالے سے انتہائی تشویش کا باعث بنا ہے، کیونکہ یہ انتہا پسندانہ نوعیت کا قانون 2015ء میں تجویز کیا گیا تھا۔اس کے بعد دسمبر 2017 میں دوبارہ متعارف کرایا گیا۔ اسے اسرائیلیوں کے قتل میں ملوث فلسطینیوں کو سزائے موت دینے کے لیے منظور کیا گیا ہے۔

اس قانون میں دو فوجی ججوں کی منظوری حاصل کرنا شامل ہے اور اسرائیلیوں کو قتل کرنے کے مرتکب فلسطینی قیدیوں کو پھانسی دینے کا فیصلہ کرنے کے لیے اتفاق رائے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر چہ اس قانون کے تحت کسی فلسطینی کو اسرائیلی عدالتوں کی طرف سے سزائے موت کا فیصلہ نہیں سنایا گیا مگر حقیقی معنوں میں یہ قانون ماورائے عدالت سرگرم ہے کیونکہ 2015ء کے بعد اسرائیلی فوج نے مختلف ایسی کارروائیوں یا دوران حراست تشدد کر کے تقریباً 250 فلسطینیوں کو شہید کیا ہے۔

جان بوجھ کر طبی غفلت:

اسرائیلی زندانوں میں قیدی مہلک طبی غفلت کا شکار ہیں اور 7 اکتوبر 2023 کے بعد اس کی تعداد میں بہت زیادہ اضافہ ہوا ہے، کیونکہ قابض جیل انتظامیہ نے قیدیوں کو کوئی ادویات یا علاج کی سہولت دینا بند کر دیا۔ قیدیوں کا کوئی طبی معائنہ نہیں کیا جاتا، اور نہ ہی انہیں علاج کے لیے کسی دوسری جگہ منتقل کیا جاتا ہے۔ ہسپتالوں میں یا جیل کے کلینک رسائی کی اجازت نہیں دی جاتی، نہ ہی ان قیدیوں کے زخموں کا علاج کیا جاتا ہے جو مسلسل جبر اور تشدد کے نتیجے میں فریکچر یا زخموں کا شکار ہوتے ہیں اور ان میں سے بہت سے قیدیوں میں پھپھوندی اور خارش پھیل جاتی ہے۔

ایک مسودہ قانون تجویز کیا گیا تھا کہ زخمیوں اور قیدیوں کے علاج کے لیے فنڈز فراہم نہ کیے جائیں، قابض ریاست کے خلاف مزاحمت کے بہانے بیمار فلسطینی قیدیوں کے خلاف انتقامی کارروائیوں کو جاری رکھا جائے، تاکہ زخمیوں اور بیمار قیدیوں کے علاج کے اخراجات اہل خانہ کے خرچ پر پورے کیے جائیں۔ زخمی قیدیوں میں سے یا فلسطینی نیشنل اتھارٹی کے فنڈز سے کٹوتی کی جاتی ہے، جس کا تخمینہ 40 ملین شیکل سالانہ لگایا گیا ہے۔ اس وقت اسرائیلی عقوبت خانوں میں بیمار قیدیوں کی تعداد 700 تک پہنچ گئی ہے، جن میں 24 کینسر میں مبتلا ہیں۔

قیدیوں کو بھوکا رکھنے کی پالیسی:

قابض فوج نے جیلوں کے اندر قیدیوں کے خلاف بھوک اور پانی اور خوراک سے محرومی کی پالیسی اپنائی ہے، جیسا کہ غزہ کی پٹی کا معاملہ ہے، جہاں قابض ریاست کی جیلوں سے آزاد ہونے والے قیدیوں کی شہادتوں کو دستاویزی شکل دی گئی ہے۔ ان قیدیوں نے بتایا کہ دوران حراست انہیں طرح طرح کے ظلم وتشدد کا نشانہ بنایا گیا۔ ان میں بھوکا اور پیاسا رکھنے کی مجرمانہ پالیسی بھی شامل ہے۔

بچوں کی گرفتاریاں:

اسرائیلی قابض ریاست نے اب بھی 200 سے زائد فلسطینی بچوں کو اپنی جیلوں میں قید کر رکھا ہے، گزشتہ

7 اکتوبر کے بعد ان بچوں کو نشانہ بنانے کی پالیسی کے ایک نئے قدم میں، تمام جیلوں میں قیدیوں کے مختلف زمروں پر قابض انتظامیہ کی طرف سے عائد کردہ انتقامی اقدامات کا سامنا ہے۔ قابض ریاست نے فلسطینی بچوں کی حراست کے حوالے سے اپنے قوانین میں ترمیم کی اور اس نے اپنی عدالتوں کے ججوں کو 12 سال کی عمر کے فلسطینی نابالغوں کو گرفتار کرنے اور ان کے خلاف الزامات کو بڑھاتے ہوئے انہیں اصل قید کی سزا دینے کی اجازت دی۔

خواتین کی گرفتار:

نگرانی اور دستاویزات کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ قابض حکام نے 1967 سے اب تک 16,000 سے زیادہ فلسطینی خواتین کو گرفتار کیا ہے اور اوسلو معاہدے پر دستخط کے بعد سے اب تک 2,500 فلسطینی لڑکیوں اور خواتین کو گرفتار کیا گیا ہے۔ ان میں 4 ایسی خواتین قیدی بھی تھیں جن میں سے ہر ایک نے سخت اور مشکل حالات میں جیل کے اندر بچوں کو جنم دیا۔ قابض حکومت اب بھی 90 خواتین اور لڑکیوں کو اپنی جیلوں میں قید میں رکھے ہوئے جن میں سے کچھ کو غیر منصفانہ انتظامی حراست میں رکھا گیا ہے۔ گذشتہ سال اکتوبر کی سات تاریخ سے صیہونی قابض فوج نے جیلوں میں قید مرد اور خواتین قیدیوں کے خلاف نازی انتقامی مہم کو منظم طریقے سے چلا کر انہیں اخلاقی اور جسمانی تشدد کا نشانہ بنا کر ان کے حوصلے پست کرنے کی مذموم کوشش کی ہے۔

قید تنہائی کی پالیسی:

قید تنہائی اسرائیلی قابض جیل انتظامیہ کی طرف سے فلسطینی قیدیوں کے خلاف سخت ترین سزاؤں میں سے ایک کی نمائندگی کرتی ہے۔ جہاں قیدی کو طویل عرصے تک قیدیوں کو تنہا رکھا جاتا ہے، ایک تاریک، تنگ، گندی اکوٹھڑی میں قید کیا جاتا ہے۔

وقت گزرنے کے ساتھ، اس پالیسی میں اضافہ ہوا اور قابض ریاست میں قانون ساز اتھارٹی کے ذریعہ منظور شدہ ایک منظم طریقہ بن گیا۔ قابض ریاست دنیا کی واحد ریاست ہے جو قیدیوں کے انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں پر قانون سازی کرتی ہے۔ 1971 کے اسرائیلی جیل سروس قانون کے تحت کسی قیدی کو حفاظتی بہانوں کے تحت الگ تھلگ کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔ اس نے فلسطینی قیدیوں کی تنہائی کے لیے قانون سازی کرنے کے لیے ایک قانونی جواز فراہم کیا ہے، جسے "شالیت قانون" کہا جاتا ہے۔

قیدیوں کی لاشیں قبضے میں رکھنا:

اسرائیلی قابض فوج نے 26 فلسطینیوں کی لاشیں قبضے میں لینے کا سلسلہ جاری رکھا ہے، جن میں گذشتہ اکتوبر کی

سات تاریخ کے بعد شہید ہونے والے غزہ سے تعلق رکھنے والے دو کارکنان بھی شامل ہیں۔ لاشوں کو حراست میں لینے کی پالیسی کا استعمال شہداء کے اہل خانہ کو سزا دینے اور مستقبل میں مزاحمت کے کسی بھی اقدام کو روکنے کے لیے اجتماعی سزاؤں کی منظّم پالیسیوں کا ایک نمونہ ہے، جن میں سب سے پرانا قیدی جس کی لاش کو 1980 سے قبضے میں رکھا گیا شامل ہے۔

انتظامی حراست:

17 اپریل 2024 تک انتظامی قیدیوں کی تعداد تقریباً 3,661 قیدیوں تک پہنچ گئی، جنہیں سخت حراستی حالات میں رکھا جا رہا ہے، جن میں انتظامی حراست میں 11 خواتین قیدی، کم از کم 41 بچے، اور 24 صحافی شامل ہیں، جب کہ انتظامی حراست کے مقدمات کی تعداد 7 اکتوبر کو حراست میں لیے گئے کیسز کی تعداد 4,852 تک پہنچ گئی۔ انتظامی حراستی ایک ایسا طریقہ کار رہے جو اسرائیلی قابض افواج کے ذریعے فلسطینی شہریوں کو بغیر کسی خاص الزام کے اور بغیر کسی مقدمے کے ایک خفیہ فائل کی بنیاد پر حراست میں لینے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے جسے زیر حراست شخص کو چھ ماہ کے لیے قید کیا جاتا ہے اور اس کے بعد اس مدت میں بار بار کی توسیع کی جاتی ہے اور کسی قیدی کے وکیل کو اس سے ملنے کی اجازت بھی نہیں ہوتی۔ یہ طریقہ کار زیر حراست شخص اور اس کے وکیل کو گرفتاری کی وجوہات جاننے سے محروم کر دیتا ہے، جو ایک موثر اور موثر دفاع کی نشوونما کو روکتا ہے، جس کی وجہ سے اکثر اوقات لگاتار زیر حراست کے خلاف انتظامی حراستی حکم کی تجدید ہوتی ہے۔

قیدیوں کے خاندانوں کے گھروں کو مسمار کرنا:

اسرائیلی قابض افواج کی طرف سے فلسطینی قیدیوں کے گھروں کو ان کے اہل خانہ کے لیے سزا کے طور پر مسمار کرنے کو بین الاقوامی قوانین کی خلاف ورزی تصور کیا جاتا ہے، کیونکہ یہ اجتماعی سزا کی ایک شکل ہے۔ اس سے نہ صرف قیدی بلکہ اس کے اہل خانہ بھی متاثر ہوتے ہیں۔ قابض حکام جو کچھ کر رہے ہیں وہ ان زمینوں کو غیر قانونی قرار دے رہے ہیں جن پر عمارتیں واقع ہیں، تباہ شدہ گھروں کی اراضی کو ضبط کر لیا جاتا ہے اور شہریوں کو وہاں پر دوبارہ تعمیر کی اجازت نہیں دی جاتی۔

زیر حراست افراد کا قتل:

اسرائیلی قابض افواج نے 7 اکتوبر کے بعد بہت سے فلسطینی اسیران کو کھلے عام ماورائے عدالت قتل کیا ہے۔ کیونکہ انہوں نے انہیں تفتیش کے لیے حراست میں لیا، ان پر تشدد کیا اور انہیں زمین پر گولیاں ماریں جیسا کہ غزہ کے

ہسپتال الشفاء کے اسیران کے ساتھ ہوا تھا۔ہسپتال سے اجتماعی قبروں سے کچھ لاشیں ملی تھیں اوران پر تشدد کے نشانات ظاہر تھے،جن میں سے کچھ کو پلاسٹک کی تاروں سے ہتھکڑیاں لگی تھیں۔

غزہ کی پٹی میں انسانی حقوق کے آزاد کمیشن کے ڈپٹی ڈائریکٹر جنرل جمیل سرحان نے پٹی میں سرکاری اورانسانی حقوق کے اداروں کی دستاویزی شہادتوں کے بارے میں بات کرتے ہوئے واضح کیا کہ اجتماعی قبروں سے دریافت ہونے والی بہت سی لاشیں ان لوگوں کی تھیں جنھیں برہنہ کر دیا گیا تھا۔ان کے ہاتھ پیٹھ کے پیچھے بندھے ہوئے تھے۔ان میں سے کچھ کے سر قلم کیے گئے تھے،کچھ لاشوں کی کھال نہیں تھی اور کچھ مسخ شدہ اور گلے سڑے تھے۔

تعلیم سے محرومی:

قیدیوں کو تعلیم سے محروم کرنے والے قانون کا مسودہ اسرائیل بیتینو پارٹی سے تعلق رکھنے والے کنیسٹ کے رکن رابرٹ ایلتھوف نے پیش کیا تھا اور اس میں کہا گیا تھا کہ فلسطینی سکیورٹی قیدی کو اعلیٰ تعلیمی ادارے میں تعلیم حاصل کرنے کا حق نہیں ہے۔مسودہ قانون میں قیدیوں کو تعلیم حاصل کرنے کا موقع دینے سے روکنے کے لیے جیل کے ضوابط میں ترمیم کرنے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔قابض ریاست میں 23 جون 2001 کو جنرل سیکنڈری اسکول اور تعلیمی کتابوں کا داخلہ ممنوع قرار دے دیا گیا۔طریقہ کار کی کتابیں،میگزین،تحقیق اور سائنسی مطالعہ بھی ممنوع ہیں۔ دریں اثنا،حدریم جیل انتظامیہ نے محکموں اور قیدیوں کے کمروں پر دھاوا بولا،اور 1800 کتابیں ضبط کر لیں،جو تمام سائنسی اور عمومی ثقافتی کتابیں تھیں،جن کا سیاسی یا عسکری پہلوؤں سے کوئی تعلق نہیں تھا۔

اسرائیلی زندانوں میں گنجائش سے زیادہ قیدی:

7 اکتوبر 2023 کے بعد مغربی کنارے اور غزہ میں وسیع پیمانے پر گرفتاری کی کارروائیوں کے نتیجے میں اسرائیلی قابض ریاست کی جیلوں میں گنجائش سے زیادہ قیدیوں کو ٹھونسے جانے کی اطلاعات ہیں۔اسرائیلی جیل سروس کی طرف سے جاری کردہ ایک رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ وہ سیکڑوں مقامات کو فراہم کرنے کے لیے کام کر رہی ہے۔ فلسطینیوں کو حراست میں لینے کے لیے،اور کیمپوں کی تعمیر کو مسترد نہیں کیا ہے،کیونکہ آنے والے مہینوں کے دوران 7 جیلوں میں قید کے لیے 888 کمروں کا اضافہ متوقع ہے۔اسرائیلی وزیر برائے قومی سلامتی اتمار بین گویر نے جیلوں میں گنجائش سے زیادہ افراد کی تعداد پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ "دہشت گردوں کے لیے سزا جیلوں میں گنجائش سے زیادہ افراد کی تعداد کے مسئلے کا صحیح حل ہے۔مجھے خوشی ہے کہ حکومت نے میری تجویز کی منظوری دے دی ہے۔ہم ایک ایسی جگہ تعمیر کرنے کی کوشش کر رہے ہیں جہاں ایک ہزار نئے قیدیوں کو رکھا جا سکے۔

شخصیت

استاذ العلماء حضرت مولانا محمد ابراہیم میمن ٹھٹوی

کی تعلیمی، تبلیغی اور تصنیفی خدمات

مولانا ابو محمد سلیم اللہ چوہان سندھی

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

سرزمین سندھ میں ہر دور میں بے شمار بڑے علماء کرام پیدا ہوتے رہے ہیں، جنہوں نے دین اسلام کی خدمت میں اپنے صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے ایسے نقوش چھوڑے جو رہتی دنیا تک ان کا نام روشن رکھیں گے۔ علماء سندھ کی خدمات پر ایک کتاب نہیں بلکہ درجنوں کتابیں لکھی جا چکی ہیں، اور لکھی جا رہی ہیں۔

سندھ کے علماء کی خدمات متنوع اور ہمہ گیر و ہمہ جہت ہیں۔ انہی ہمہ جہت شخصیات میں سے حضرت مولانا محمد ابراہیم میمن رحمہ اللہ بھی تھے؛ جو بیک وقت مفسر، محدث، مصنف اور مصلح تھے، مایہ ناز مدرس اور کہنہ مشق استاذ بھی تھے۔ ہم یہاں ان کی تعلیمی، تدریسی، تبلیغی خدمات کا مختصر جائزہ حضرت مولانا محمد ابراہیم میمن صاحب رحمہ اللہ کے شاگرد رشید حضرت مولانا محمد سلیم عاطف چانڈیو کی حوالے سے پیش کرتے ہیں۔

نام ونسب:

مولانا محمد ابراہیم میمن بن مولانا عبداللہ سمائی میمن مولانا محمد ابراہیم میمن رحمہ اللہ کے والد گرامی مولانا عبداللہ کو سمائی اس لئے کہا جاتا ہے کہ آپ کی ابتدائی سکونت چونکہ سجاول کے نزدیک حاجی آدم سموں گاؤں میں واقع تھی۔ 1943 عیسوی میں آدم سموں گاؤں میں پیدا ہوئے۔

خاندانی پس منظر:

حضرت مولانا محمد ابرہیم میمنؒ کا خاندانی پس منظر کچھ اس طرح ہے کہ آپ کے والد گرامی حضرت مولانا عبداللہ میمن کی تین اہلیہ تھیں، پہلی اہلیہ سے ایک صاحبزادی ہوئی، دوسری سے مولانا محمد ابراہیم میمن صاحب پیدا ہوئے۔ تیسری اہلیہ سے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔

مولانا محمد ابراہیم میمن صاحب کے والد گرامی مولانا عبداللہ سمائی کا مختصر تعارف کچھ اس طرح ہے۔ آپ مولانا نور محمد سجاولی رحمۃ اللہ علیہ کے ہم سبق و معاصر تھے اور جامعہ ہاشمیہ سجاول کے قدیم اساتذہ میں سے تھے۔

مولانا عبداللہ میمن صاحب کے مشہور اساتذہ میں مولانا فتح علی جتوئی، مولانا محمد اکرم ہالائی اور مولانا حبیب اللہ سموں وغیرہ تھے۔ مولانا عبداللہ میمن صاحب قطب الاقطاب مولانا حماداللہ ہالیجوی رحمہ اللہ سے بیعت تھے۔ مولانا عبداللہ صاحب نے 1957ء سجاول میں سکونت اختیار کی تھی۔

مولانا عبداللہ میمن کی وفات حسرت آیات 25 جنوری 1990ء کو بروز جمعۃ المبارک واقع ہوئی۔ آپ کی جنازہ نماز جامعہ ہاشمیہ سجاول میں ولی کامل مولانا نور محمد سجاولی نے مدرسہ ہاشمیہ سجاول میں پڑھائی۔ تدفین سجاول کے مشہور اسماعیل شاہ بخاری قبرستان میں ہوئی۔ اللہ عزوجل آپ کو غریق رحمت فرمائے آمین ثم آمین۔

تعلیم وتربیت:

حضرت مولانا محمد ابراہیم سجاولی ثم ٹھٹوی صاحب نے مدرسہ ہاشمیہ سجاول کے اسکول میں پرائمری کی تعلیم 1954ء میں مکمل کی، اس کے ساتھ ساتھ مدرسہ دارالفیوض الہاشمیہ سجاول میں بنیادی اسلامی تعلیم اور ناظرہ قرآن حافظ محمد عمر کچھی کے پاس مکمل کیا جو کہ حضرت مولانا نور محمد سجاولی رحمہ اللہ کے والد گرامی تھے۔ مولانا ابراہیم صاحب 1955ء میں مدرسہ ہاشمیہ سجاول میں شعبہ عربی میں داخل ہوئے، آپ نے تمام علوم وفنون کی تعلیم اور موقوف علیہ تک کی کتابیں مدرسہ ہاشمیہ سجاول میں پڑھی تھیں۔ صرف ایک سال 1962ء میں جامعہ قادریہ رحیم یار خان پنجاب میں مولانا قاضی محمد خلیل رحمہ اللہ کے پاس پڑھا تھا۔ 1965ء میں آپ جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی میں محدث العصر علامہ محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ کے ہاں دورہ حدیث مکمل کر کے فضلاءِ بنوریہ میں شمار ہونے لگے۔ دورہ تفسیر حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی رحمہ اللہ اور استاذ العلماء حضرت مولانا عبدالغنی جاجروی رحمہ اللہ کے ہاں پڑھا۔

مولانا محمد ابراہیم صاحب کے ہم سبق معاصرین:

حضرت کے معاصرین کی طویل فہرست ہے، مگر چند مشہور قابل ذکر معاصر علماء یہ ہیں:

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالغفور قاسمی رحمہ اللہ، مناظر اسلام حضرت مولانا عبداللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ، مولانا محمد اسماعیل پنہور رحمہ اللہ، حضرت مولانا قائم الدین اوٹھو رحمہ اللہ، حضرت مولانا مفتی عبدالغفور جتوئی مدرس جامعہ ام القریٰ مکۃ المکرّمہ اور حضرت مولانا عبدالقیوم جاڑیجہ رحمہ اللہ وغیرہ شامل ہیں۔

مولانا محمد ابراہیم صاحب کے اساتذہ کرام:

مولانا محمد ابراہیم میمن صاحب کے مشہور اساتذہ کرام میں:

حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی، محدث العصر علامہ محمد یوسف بنوری، مولانا قاضی محمد خلیل، مولانا نور محمد سجاولی،

مولانا عبداللہ سمائی میمن جوکہ آپ کے والد گرامی تھے، مولانا محمد ادریس میرٹھی، مولانا فضل محمد سواتی، مولانا فیض علی شاہ ھزاروی، مولانا انور شاہ ہزاروی، مولانا عبدالغنی جاجروی اور مولانا حبیب اللہ سموں رحمہم اللہ وغیرہ شامل ہیں۔

اصلاحی تعلق:

مولانا محمد ابراہیم صاحب یکے بعد دیگرے مولانا نور محمد سجاولیؒ سے اور مولانا عبدالواحد صاحبؒ سے بیعت تھے۔ جوکہ جامعہ حمادیہ شاہ فیصل کالونی کراچی کے مہتمم اور مولانا حماداللہ ہالیجوی رحمہ اللہ کے خلیفہ مجاز تھے۔

مولانا محمد ابراہیم ٹھٹھوی رحمہ اللہ کی تدریسی وتعلیمی خدمات:

مولانا محمد ابراہیم صاحب جب اپنے علمی وروحانی فرشتہ صفت اساتذہ کرام ومشائخ عظام کے زیرتربیت علوم و سلوک کی محنت شاقہ کی منزلیں طے کرتے ہوئے درس وتدریس کی دشوار گزار وادیوں میں قدم رکھنے کے اہل بنے تو اپنے شفیق ومہربان استاذ مولانا نور محمد سجاولیؒ کے حکم پر 1966ء میں سندھ کی قدیمی دینی درسگاہ جامعہ مدینۃ العلوم بھینڈ ہ شریف نزد ٹنڈو جام میں درس وتدریس کا آغاز کیا۔ جامعہ بھینڈ ہ میں تقریباً 6 سال تک درس نظامی کی دورہ حدیث تک کی تمام کتابیں پڑھاتے رہے، پھر دو سال تک جامعہ ہاشمیہ سجاول میں تدریس کے بعد دوبارہ بھینڈ ہ تشریف لے گئے، پھر اپنے مربی وشفیق استاذ مولانا نور محمد سجاولیؒ کے حکم پر جامعہ مفتاح العلوم حیدرآباد میں 4 سال تک دورہ حدیث تک کی کتابیں پڑھاتے رہے، اسکے بعد اپنے استاذ محترم مولانا نور محمد سجاولی کے حکم پر جامعہ باب الاسلام ٹھٹھہ تشریف لائے۔ حضرت مولانا نور محمد سجاولیؒ کی عرصہ دراز سے یہ ایک دیرینہ خواہش تھی کہ ٹھٹھہ میں ایک عظیم دینی درسگاہ قائم کی جائے؛ کیونکہ ٹھٹھہ ماضی میں علم وعرفان کا مرکز رہا ہے جوکہ اس وقت بدقسمتی سے جہالت اور گمراہی کا گڑھ بن چکا ہے، اس لئے ٹھٹھہ میں بھی اہل حق کے ایک دینی ادارے کے قیام کا عمل میں لانا ضروری ہے۔ اس سلسلے میں حضرت سجاولیؒ نے اہل علم اور صائب الرائے حضرات سے مشورے شروع کردیے، دریں اثنا ایک مرتبہ حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوریؒ کا ایک صحبت یافتہ شخص حضرت مولانا نور محمدؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور درخواست کی کہ ٹھٹھہ شہر میں اہل حق کا مدرسہ قائم کیا جائے اور مدرسہ کے قیام کے لئے 10 روپے چندہ بھی دیا۔

بڑے غور وفکر کے بعد حضرت مولانا سجاولیؒ نے ٹھٹھہ میں سجاول روٹ پر خطیر رقم کے عوض سرکار سے پلاٹ خرید لیا اور چند جھونپڑیوں پر مشتمل کچھ کچے مکانات بنا کر جب مدرسہ کا نظام چلانا شروع کیا تو ٹھٹھہ کی بااثر سیاسی اور اعتقادی مخالف قوتوں نے مدرسہ کے لیے بڑی رکاوٹیں اور مشکلات کھڑی کردیں۔ مخالفین مدرسہ کے پلاٹ پر اپنے قبرستان کا دعویٰ کرکے کورٹ میں چلے گئے، مگر اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے تمام مقدمات میں جیت اور کامیابی مدرسہ انتظامیہ

کو حاصل ہوئی۔اس کا سارا سہرا مرحوم ومغفور حافظ محمد ہاشم پچھی لوھار کو جاتا ہے جو کہ مولانا نور محمد سجاولی رحمہ اللہ کے بھائی اور بڑے ذہین وفطین بہادر انسان تھے۔جن کی شب وروز کاوشوں اور قربانیوں سے اور عدالتوں میں بڑی ہمت سے مقدمات کا مسلسل سامنا کر کے بالآخر سرخرو ہوئے۔اب اس مدرسہ کا نظام چلانے کے لئے ایسی شخصیت درکار تھی جو کہ حلیم الطبع علمی وروحانی شخصیت ہو،جس کے لیے مولانا نور محمد سجاولی رحمہ اللہ نے اپنی مومنانہ فراست سے اپنے تلمیذ رشید عصر حاضر کے ابوذر استاذ العلماء شیخ الحدیث مولانا محمد ابراہیم میمن صاحب کا انتخاب کیا۔جو کہ اُس وقت جامعہ مفتاح العلوم حیدرآباد میں آپ ہی کے حکم سے درس وتدریس کے فرائض سرانجام دے رہے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ سٹیزن کالونی حیدرآباد میں امامت وخطابت کے فرائض بھی سرانجام دیتے تھے،مزید برآں ریڈیو حیدرآباد میں بھی مختلف موضوعات پر خطاب کرتے تھے،مگر ان تمام مراعات کو اپنے استاد محترم کے حکم سے ترک کر کے آپ ٹھٹہ تشریف لائے اور کھلے آسمان تلے شہر کی آبادی سے باہر ایک کھلے میدان میں شدید مخالفتوں کے ماحول میں آکر بسیرا کیا۔مولانا نور محمد سجاولی رحمہ اللہ نے مدرسہ کا نام ''مدرسہ باب الاسلام'' تجویز کیا۔جس نے آگے چل کر حضرت مولانا ابراہیم میمن صاحب کی شبانہ روز کاوشوں سے ''جامعہ باب الاسلام'' کی شکل اختیار کر لی۔

جامعہ باب الاسلام ٹھٹہ کا قیام اور مخالفتیں:

مدرسہ کا ابتدائی دور تھا چار دیواری بھی نہیں تھی جس کے باعث ہر وقت عدم تحفظ کے خطرات منڈلاتے رہتے تھے مگر ان دنوں کسی ایک اھل اللہ نے ایک مبارک خواب دیکھا،بقول حضرت مولانا محمد ابراہیم میمن صاحب کے کہ ایک مرتبہ حضرت مولانا استاد نور محمد سجاولی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ایک بندہ خدا نے خواب دیکھا ہے جس پر مجھے بڑا اعتماد ہے اس نے کہا کہ میں نے خواب میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا،اور بعض راویوں کے بقول حضرت آدم علیہ السلام کو دیکھا۔بہرحال علیٰ اختلاف الاقوال۔

خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو فرمایا کہ آپ مدرسہ باب الاسلام ٹھٹہ کے چاروں طرف لکیر کھینچیں،حضرت ابراہیم علیہ السلام نے چاروں طرف لکیر کھینچی پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صاحب خواب کو فرمایا کہ مولانا نور محمد سجاولی رحمہ اللہ کو میرا اسلام کہنا اور یہ کہنا کہ گھبرانا نہیں!۔

اس خواب کے بعد حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب فرمایا کرتے تھے کہ سیکورٹی کے لحاظ سے ہم بے خوف ہو گئے۔ جب مدرسہ باب الاسلام ٹھٹہ کی بنیاد رکھی گئی تھی تو اس وقت حضرت مولانا نور محمد رحمہ اللہ نے ارادۃً اس تاریخ کو ملحوظ خاطر رکھا جس تاریخ میں دارالعلوم دیوبند کی بنیاد رکھی گئی تھی۔ 15 محرم الحرام 1404ھ بمطابق 1984ء میں مدرسہ باب الاسلام ٹھٹہ کا قیام عمل میں لایا گیا۔اور تدریس کا آغاز دورہ حدیث کی کتب سے کیا گیا جو

بفضلہ تعالیٰ بلاتعطل کے آج تک مسلسل جاری وساری ہے۔

حضرت کے تلامذہ کی تعداد ہزاروں علماء پر مشتمل ہے جو کہ لوئر سندھ اپر سندھ، تھر کا چھو، بلوچستان وغیرہ کے علاقوں میں پھیلے ہوئے ہیں۔

حضرت مولانا محمد ابراہیم میمن کے بیرون اسفار:

حضرت مولانا محمد ابرہیم صاحب نے حج وعمرہ کی خاطر حرمین شریفین کے بھی سفر رہے ہیں۔ تین حج اور دوعمرہ کرنے کی سعادت حاصل کی تھی، جبکہ ایک سفر طالبان کے پہلے دور حکومت میں امارت اسلامی افغانستان میں اسلامی نظام کی بہاریں دیکھنے کے لئے تشریف لے گئے۔

حضرت مولانا محمد ابراہیم میمن کا علمی مقام اور تقویٰ:

حضرت مولانا محمد ابراہیم میمن صاحب کا علمی مقام تو اہل علم ہی بتا سکتے ہیں، البتہ ان کے شاگرد رشید جمعیت علماء اسلام ضلع ٹھٹہ کے متحرک کردار کے مالک حضرت مولانا حافظ محمد سلیم عاطف چانڈیو صاحب یوں رقم طراز ہیں:"میں بحیثیت طالب العلم کے اتنا ضرور کہہ سکتا ہوں کہ آپ کو معقولات ومنقولات کے تمام فنون میں کمال درجہ کا عبور اور مہارت تامہ حاصل تھی، دیگر فنون کے علاوہ آپ کو ریاضی پر بھی بڑی دسترس حاصل تھی، طویل بحث طلب اور مشکل مقام اور مسئلے کو بھی آسان جامع اور مانع الفاظ میں سمیٹ کر سمجھانے پر آپ کو ید طولیٰ حاصل تھا، آپ دریا کو کوزے میں بند کرنے کے حقیقی مصداق تھے"۔

زُہد اور تقویٰ کا یہ مقام تھا کہ آپ کا کوئی ذاتی مکان نہیں تھا۔ حالت مرگ تک مدرسہ کے سادہ سے مکان میں مقیم رہے ہیں۔ مالی معاملات میں اتنے محتاط تھے کہ حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب کے کلاس فیلو جامع المعقول والمنقول حضرت مولانا عبدالغفور قاسمی رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ:" مجھے مدرسہ کے معاملے میں مولانا محمد ابرہیم ٹھٹوی سے بڑھ کر کوئی نظر نہیں آتا"۔

آپ کی سادگی کے متعلق آپ کے شاگرد رشید حضرت مولانا محمد سلیم عاطف لکھتے ہیں کہ:

"اپ کی سادگی کا عالم یہ تھا کہ کبھی کبھار آپ غسل کر کے ہمیں سبق پڑھانے آتے تھے تو آپ کے بالوں پر لیلون صابن کے ٹکڑے چمٹے ہوئے نظر آتے تھے۔ آپ دنیا کے کروفر سے کوسوں دور تھے۔ سادگی پسند، منکسر المزاج، حلیم الطبع، تواضع کے پیکر تھے۔

جب حضرت مولانا محمد ابراہیم میمن صاحب نے خرقہ خلافت کے حصول کے بعد خانقاہی نظام چلانا شروع کیا تو عام وخاص لوگوں کا میلان ہونے لگا۔ ہفتہ وار مجلس کا حلقہ بڑھنے لگا۔ امیر وغریب علماء وطلباء حضرت اقدس کی صحبت

عالیہ سے فیضیاب ہونے لگے۔ جامعہ باب الاسلام ٹھٹہ کے علاوہ حضرت کی مختلف اضلاع میں ذکر کی مجلسیں منعقد ہوا کرتی تھیں۔ جس کے باعث وقتاً فوقتاً حضرت اقدس کو دُور دراز علمی و روحانی سفر کرنے پڑتے۔ بیماری اور پیرانہ سالی کے سبب حضرت اقدس کو اہل ثروت معتقدین نے بارہا حضرت اقدس کو سواری کے لئے مالکانہ حقوق کے ساتھ ہدیہ کے طور پر گاڑی لیکر دینے کی خواہش کا اظہار بھی کیا، مگر حضرت نے ہر بار انکار فرمایا، کچھ پارٹیوں نے مدرسہ کے قریب مین روڈ کے ساتھ مدرسہ کے پلاٹ کی حدود میں شاپنگ سینٹر اور دکانیں بنانے کی آفر بھی کی تھی تاکہ مدرسہ کی اپنی آمدن بھی ہوسکے، مگر آپ نے انکار کردیا۔

مولانا محمد ابراہیم ٹھٹوی رحہ کی دینی وسیاسی خدمات:

مولانا محمد ابراہیم میمن ٹھٹوی صاحب نے 1974ء کی تحریک ختم نبوت سے لے کر اب تک کی ملکی سطح پر جتنی بھی تحریکیں چلی تھیں ان میں بھرپور کردار ادا کیا تھا۔ بالخصوص جنرل ضیاء الحق کے دور حکومت میں ضلع بدین کے علاقہ لواری میں مصنوعی حج کے فتنہ کے خلاف چلنے والی تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا تھا۔ جس کے باعث بدین میں آپ کے داخلے پر پابندی بھی عائد کی گئی تھی۔ 1970ء کے الیکشن میں اپنے استاد مولانا نور محمد سجاولی رحمہ اللہ کو کامیاب کرانے کے لئے بڑی محنت شاقہ کی تھی 6 ماہ تک ورک کرتے رہے، حیدرآباد میں قیام کے دور میں آپ جے یو آئی ضلع حیدرآباد کے ڈپٹی سیکریٹری بھی رہے ہیں۔ اور جے یو آئی ضلع ٹھٹہ کے نائب امیر و سرپرست اور امیر کے عہدوں پر بھی فائز رہے تھے۔ آپ جامعہ باب الاسلام ٹھٹہ کے مدیر اعلیٰ اور شیخ الحدیث بھی تھے، حضرت مولانا نے پوری زندگی درس وتدریس میں کھپادی، تقریباً نصف صدی تک صحیح بخاری شریف کا درس دیتے رہے۔ صرف جامعہ باب الاسلام ٹھٹہ میں ہی دیگر کتب کے ساتھ 40 برس تک بخاری شریف کا درس دیتے رہے۔ ٹھٹہ میں آپ کی تشریف آوری سے بہت فیض پھیلا۔ حضرت اقدس کی شبانہ روز مخلصانہ تعلیمی تبلیغی اصلاحی اور سیاسی کاوشوں سے ٹھٹہ میں بڑا انقلاب برپا ہوا تھا۔ اس حوالے سے حضرت مولانا محمد ابراہیم میمن صاحب رحمہ اللہ تلمیذ رشید حضرت مولانا محمد سلیم عاطف نائب امیر جمعیت علماء اسلام ضلع ٹھٹہ لکھتے ہیں:

''مجھے وہ وقت بھی یاد ہے جہاں پر اس وقت مدرسہ باب الاسلام قائم ہے وہاں ویران چٹیل میدان تھا۔ مگر اِس وقت یہ میدان استاد محترم کے فیض سے لہلہاتے ہوئے چمن میں تبدیل ہوچکا ہے۔ جس سے ہرسو مہکتی ہوئی قرآن و حدیث کی خوشبو پھیل رہی ہے، سیکڑوں تشنگان علوم و فیوض عالم و حافظ بن چکے ہیں۔ سندھ بھر میں گلشن ابراہیمی کے فاضل پائے جاتے ہیں، مدرسہ باب الاسلام کی درجنوں شاخیں ہیں۔ بیسیوں مساجد و مدارس میں اسی ادارے کے فاضل دینی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔''

وفات حسرت آیات:

یہ عظیم علمی و روحانی شخصیت عصر حاضر کے ابوذر 26 رمضان المبارک 1445ھ بمطابق 4 اپریل 2024ء کو بروز جمعرات وصیتیں نصیحتیں اور کلمہ کا ورد کرتے ہوئے اسم اعظم کی ضربیں لگاتے ہوئے دار الفنا سے دار البقا کی طرف ہمیں داغ فراق دیکر ہمیشہ کے لئے ہم سے بچھڑ گئے۔ بعد نماز تراویح بوقت رات کو: 11 بجے جامعہ باب الاسلام ٹھٹہ میں آپ کے بڑے صاحبزادے اور جانشین حضرت مولانا مفتی محمد ارشد صاحب نے حضرت کی نماز جنازہ پڑھائی۔ یاد رہے کہ حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب رحمہ اللہ کی نماز جنازہ ٹھٹہ کی تاریخ میں بڑے سے بڑی نماز جنازہ تھی۔ تدفین کے حوالے سے حضرت کے شاگرد رشید حضرت مولانا محمد سلیم عاطف چانڈیو صاحب لکھتے ہیں:...... ''استاد محترم کی تدفین سجاول میں آپ کے آبائی قبرستان اسماعیل شاہ بخاری میں ہوئی۔''

حضرت اقدس نے پیچھے سوگوار پسماندگان میں ایک اہلیہ دو صاحبزادیاں، دو صاحبزادے حضرت مولانا مفتی محمد ارشد میمن صاحب اور مولانا محمد اسعد میمن صاحب کے علاوہ اپنے ہزاروں عقیدت مند، مریدین و تلامذہ اور جے یو آئی کے کارکنان چھوڑے ہیں......انا للہ وانا الیہ راجعون۔ خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را!

اللہ تعالیٰ حضرت اقدس کو غریق رحمت فرمائے اور جنت میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائے......آمین ثم آمین۔

حضرت کی تصانیف میں ایک کتاب بنام ''مقدمۃ الحدیث'' ملتا ہے۔ جس میں اصول حدیث کو بہترین انداز سے پیش کیا گیا ہے۔ دورہ حدیث کے شاگردوں کے لئے انمول تحفہ ہے۔ اردو زبان میں اپنی نوعیت کی بہترین اور شاندار کتاب ہے۔

اولاد: حضرت مولانا محمد ابراہیم میمن صاحب کے دو فرزند ہیں ایک حضرت مولانا مفتی محمد ارشد میمن جو کہ شعبہ عربی کتب کے قابل مدرس اور جامعہ باب الاسلام ٹھٹھہ کے نائب مہتمم ہیں اور دوسرے مولانا محمد اسعد میمن صاحب ہیں جو کہ جامعہ باب الاسلام ٹھٹھہ کے ناظم ہیں اور مولانا ابراہیم صاحب کی دو صاحبزادیاں ہیں جن میں سے ایک مولانا عبد اللہ ناہیوں کی اہلیہ ہے جو کہ جامعہ باب الاسلام ٹھٹہ کے مدرس ہیں۔

جبکہ دوسری مولانا عمر ناہیوں کی اہلیہ ہے جو کہ جامعہ باب الاسلام ٹھٹہ کے استاد تھے جسکا کچھ عرصہ پہلے انتقال ہو چکا ہے۔ جبکہ آپ کے لائق فرزند مولانا حافظ حبیب اللہ ناہیوں صاحب جو کہ فاضل جامعہ باب الاسلام ٹھٹہ ہیں اور اسی ہی جامعہ میں شعبہ کتب میں تدریس کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

(حضرت مولانا حافظ محمد سلیم عاطف کے مضمون اور ''سندھ جا سپوت'' جلد اول مؤلف مولانا چوہان سلیم اللہ سندھی ناشر مدرسہ عربیہ دار التعلیم حمادیہ راجو گوٹھ تحصیل لکھی غلام شاہ ضلع شکار پور سے ماخوذ)

اِشاریہ ماہ نامہ وفاق المدارس ۱۴۴۵ھ

مرتب: محمد احمد حافظ

نمبر شمار	عنوان	مضمون نگار	شمارہ	صفحہ نمبر
’’صدائے وفاق‘‘				
۱	تدریب المعلمین وفاق کے اہم مقاصد میں سے ہے	شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم	محرم الحرام	۳
۲	سانحہ باجوڑ......اور درجنوں علماء کی شہادتیں	شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم	صفر المظفر	۳
۳	فلسطین پر اسرائیل کا وحشیانہ حملہ	شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم	جمادی الاولیٰ	۳
۴	قضیہ فلسطین اور امت مسلمہ کی ذمہ داریاں	شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم	جمادی الثانی	۳
۵	رمضان المبارک کی آمد اور ہماری ذمہ داریاں	مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر رحمہ اللہ	رمضان المبارک	۳
’’ندائے وفاق‘‘				
۱	قتل ناحق اور علماء وطلبہ کا قتل سب سے بڑا جرم	شیخ الحدیث مولانا محمد حنیف جالندھری مدظلہم	صفر المظفر	۱۱
۲	سید الاوّلین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم	شیخ الحدیث مولانا محمد حنیف جالندھری مدظلہم	ربیع الاوّل	۹
۳	غزہ پر اسرائیلی جارحیت اور ہماری ذمہ داریاں	شیخ الحدیث مولانا محمد حنیف جالندھری مدظلہم	جمادی الاولیٰ	۱۰
۴	مجلس عاملہ وفاق المدارس کا اجلاس	شیخ الحدیث مولانا محمد حنیف جالندھری مدظلہم	جمادی الثانی	۹
’’کلمۃ المدیر‘‘				
۱	مہنگائی......اسباب اور علاج	محمد احمد حافظ	ربیع الاول	۳
۲	فلسطین......’’وہ چمن جس کو غنچوں نے خزاں بخت کیا‘‘	//	ربیع الثانی	۳
۳	مسئلہ فلسطین اور دو ریاستی حل کی نامعقول تجویز	//	رجب المرجب	۳

۴	وفاق المدارس کے تحت امتحانات کا مثالی انعقاد	//	شعبان المعظم	۳
۵	وفاق کے سالانہ امتحانات کے نتائج کا اعلان	//	شوال المکرّم	۳
۶	یہ چمن معمور ہوگا نغمۂ توحید سے	//	ذیقعدہ	۳
مقالات ومضامین				
۱	علم فقہ کی ضرورت واہمیت	مولانا نورالبشر محمد نورالحق	محرم الحرام	۹
۲	ترجمہ قرآن اور تفسیر کیسے پڑھائیں؟	مولانا عمران عیسیٰ	صفر المظفر	۲۱
۳	اسلاف کے علمی اسفار کی داستانِ دلنواز	مولانا ضیاء الدین قاسمی	صفر المظفر	۳۲
۴	ذکر بعض الذواء من الصحابہ	ابوحنظلہ عبدالاحد قاسمی	صفر المظفر	۳۷
۵	حدیث، خبر، اثر اور سنت کی تعریفات	مولانا ابوالحاج مظفری	ربیع الاول	۲۶
۶	فقہ حنفی کا ارتقاء......ایک طائرانہ نظر	مولانا انوار خان قاسمی بستوی	ربیع الاول	۳۵
۷	اکابر امت کی تعلیم وتربیت میں خواتین کا کردار	مولوی عصمت اللہ نظامانی	ربیع الاول	۴۳
۸	مثالی معلم اور اس کے اوصاف	مولانا غفران انجم	ربیع الاول	۴۸
۹	ارض مقدس پر یہود کے حق تملیک کے قرآنی استدلال کا جائزہ	مولانا مفتی سمیع الرحمٰن	ربیع الثانی	۱۰
۱۰	امام ابومنصور ماتریدی رحمہ اللہ	مولانا مدثر جمال تونسوی	ربیع الثانی	۱۸
۱۱	طالب علم کو آداب کے زیور سے آراستہ ہونا چاہیے	الشیخ محمد عوامہ حفظہ اللہ	ربیع الثانی	۲۹
۱۲	اولاد کی ظاہری اور باطنی تربیت	مولانا شفیق الرحمٰن علوی	ربیع الثانی	۴۱
۱۳	صالح اولاد کے لیے دعاؤں کا اہتمام	محمد احمد حافظ	ربیع الثانی	۴۶
۱۴	سوشل میڈیائی مفکرین	ابودانیال محمد رضی الرحمٰن قاسمی	ربیع الثانی	۵۳
۱۵	اسرائیل کے خلاف حملہ کیوں کیا گیا؟	دکتور محمد بن محمد الاسطل	جمادی الاولیٰ	۲۳

۱۶	مسئلہ فلسطین......سال بہ سال	محمد احمد حافظ	جمادی الاولیٰ	۲۷
۱۷	خودکار مہلک ہتھیاروں کی صنعت	جناب محمد اسرار مدنی	جمادی الاولیٰ	۳۵
۱۸	درس نظامی کی بعض کتب کے درست نام	مولوی احمد شہزاد قصوری	جمادی الاولیٰ	۴۰
۱۹	آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تدریس کے نمایاں اسلوب	مولانا ڈاکٹر انس عادل خان	جمادی الثانی	۱۸
۲۰	شیخ محمد عوّامہ کا تحقیقی وتالیفی منہج	مولانا مفتی محمد یاسر عبداللہ	جمادی الثانی	۳۱
۲۱	چند گزارشات فضلائے مدارس سے	مولانا محمد طاہر سورتی	جمادی الثانی	۴۲
۲۲	فضلائے مدارس اوران کا معاشی مستقبل	محمد احمد حافظ	جمادی الثانی	۴۵
۲۳	ڈنمارک پارلیمنٹ کا مستحسن فیصلہ	محمد احمد حافظ	جمادی الثانی	۴۹
۲۴	سرزمین اقصیٰ عہد بہ عہد	مولانا عبدالصمد سراج	جمادی الثانی	۵۲
۲۵	نفس امارہ، نفس لوامہ نفس مطمئنہ کی حقیقت ومعرفت	شیخ الحدیث مولانا یوسف خان	رجب المرجب	۹
۲۶	ماہ رجب اور واقعہ معراج النبی	مولانا مفتی محمد نجیب قاسمی سنبھلی	رجب المرجب	۱۲
۲۷	ووٹ کی شرعی حیثیت	مولانا قاضی محمد نسیم کلاچی	رجب المرجب	۱۹
۲۸	تیسیر مصطلح الحدیث کا تعارف اور چند قابل توجہ پہلو	مفتی محمد صدیق ابوالحاج مظفری	رجب المرجب	۲۴
۲۹	فلسطین......احادیث کی روشنی میں	جناب محمد اسعد نعمانی	رجب المرجب	۳۸
۳۰	فلسطین کی بابت چالیس اہم تاریخی حقائق (۱)	ڈاکٹر محسن محمد صالح	رجب المرجب	۴۲
۳۱	تلاشِ معاش یا کارِ نبوت؟	مولانا عبدالقدوس محمدی	رجب المرجب	۵۴
۳۲	ماہ شعبان اور شب براءت	مولانا محمد نجیب قاسمی	شعبان المعظم	۶
۳۳	ماہ شعبان اور استقبالِ رمضان	محمد احمد حافظ	شعبان المعظم	۱۲
۳۴	ماہِ رمضان میں معمولاتِ نبوی	مولانا محمد اجمل قاسمی	شعبان المعظم	۱۶

۳۵	میدان تیہ، کوہِ طور، وادی مقدس	مفتی خالد حسین نیموی	شعبان المعظم	۲۵
۳۶	فلسطین کی بابت چالیس اہم تاریخی حقائق	ڈاکٹر محسن محمد صالح	شعبان المعظم	۲۹
۳۷	طوفان الاقصیٰ کی امت مسلمہ کو پکار	مولانا محمد حذیفہ وستانوی	شعبان المعظم	۴۳
۳۸	فضلائے قدیم جدید فارغین کی رہنمائی کریں	مولانا ناصر الدین مظاہری	شعبان المعظم	۴۶
۳۹	ان جذبوں کو کون شکست دے سکتا ہے؟!	صاحبزادہ مولانا طلحہ رحمانی	شعبان المعظم	۴۸
۴۰	دینی مدارس کا قابل تقلید نظام	جناب ضیاء چترالی	شعبان المعظم	۵۲
۴۱	قادیانی ملزم سے متعلق حالیہ عدالتی فیصلے کے ممکنہ اثرات ومضمرات	مولانا مفتی رفیق احمد بالاکوٹی	رمضان المبارک	۷
۴۲	سپریم کورٹ کا حالیہ فیصلہ متنازع کیوں ہے؟	محمد احمد حافظ	رمضان المبارک	۱۲
۴۳	مولانا کا شہباز شریف سے گلہ بجا ہے!	مولانا مفتی منیب الرحمٰن	رمضان المبارک	۱۵
۴۴	فن جرح وتعدیل کا تعارف اور بنیادی اصول (۱)	مولانا محمد صدیق ابوالحاج مظفری	رمضان المبارک	۱۸
۴۵	دل مردہ دل نہیں، اسے زندہ کر	مولانا عبدالقوی ذکی حامی	رمضان المبارک	۲۷
۴۶	ماہِ رمضان میں معمولاتِ نبوی	مولانا محمد اجمل قاسمی	رمضان المبارک	۳۱
۴۷	حفاظِ کرام تراویح سے پہلے یہ چند سطریں پڑھ لیجیے	مبشر بن محمد کاوی	رمضان المبارک	۳۵
۴۸	مولانا سلیم الدین شمسی کا خلاصہ مضامین قرآن	جناب عبدالمتین منیری	رمضان المبارک	۴۰
۴۹	الحاد کی تعریف اور قدیم وجدید الحاد	جناب طارق علی عباسی	رمضان المبارک	۴۲
۵۰	غزہ جنگ نے اسرائیلی معیشت کی کمر توڑ ڈالی	جناب محمد وقاص	رمضان المبارک	۴۶
۵۱	مسجد اقصیٰ: تعارف اور جغرافیائی حدود	مولوی احسان اللہ سکھروی	رمضان المبارک	۴۹
۵۲	عقیدہ ختم نبوت......ایک حساس مسئلہ	شیخ الحدیث مولانا انوار الحق	شوال المکرّم	۶
۵۳	علوم حدیث میں اختصاص کے فوائد وثمرات	مولوی محمد طیب حنیف	شوال المکرّم	۱۰

۵۴	فن جرح وتعدیل کا تعارف اور بنیادی اصول (۲)	مولانا محمد صدیق ابوالحاج مظفری	شوال المکرّم	۱۷
۵۵	طالب علم نیا سبق کیسے حل کرے؟	مولانا شرف الدین پشینی	شوال المکرّم	۲۴
۵۶	کتابوں کی خریداری کے متعلق رہنما اصول	مولانا محمد یاسر عبداللہ	شوال المکرّم	۲۹
۵۷	دینی مدارس میں تعلیمی سال کا آغاز	جناب عنصر عثمانی	شوال المکرّم	۳۳
۵۸	طالبات کو گھر داری کی تربیت	محترمہ ام رومان	شوال المکرّم	۳۵
۵۹	حج اور اتحادِ امت	مولانا اسرار الحق قاسمی	ذیقعدہ	۷
۶۰	اختلاف اور آدابِ اختلاف	مولانا خالد سیف اللہ رحمانی	ذیقعدہ	۱۱
۶۱	علامہ ذہبی رحمہ اللہ اور تذکرۃ الحفاظ میں ان کا اسلوبِ تالیف	مولوی محمد انس بن عطاء	ذیقعدہ	۱۹
۶۲	علم وقف وابتداء......علوم قرآنیہ کی ایک اہم جہت	جناب حافظ محمد طاہر	ذیقعدہ	۳۰
۶۳	تحصیل علومِ دین کا مقصد	مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی رحمہ اللہ	ذیقعدہ	۳۴
۶۴	مدارس عربیہ کے نئے تعلیمی سال کا آغاز	مولانا شمس الحق ندوی	ذیقعدہ	۳۶
۶۵	طلبِ حدیث کے آداب	مولانا محمد طاہر سورتی	ذیقعدہ	۳۹
۶۶	وفاق المدارس اور مولانا مفتی محمد تقی عثمانی	جناب نوید مسعود ہاشمی	ذیقعدہ	۴۳
۶۷	استعمار کی گود میں فہم دین کی؟!	جناب محمد عرفان ندیم	ذیقعدہ	۴۶
۶۸	ڈیجیٹل نوسر بازی	جناب اشفاق اللہ جان ڈاگیوال	ذیقعدہ	۴۸
۶۹	رُکے گا اب یہ سیلِ رَواں کیونکر؟	جناب ڈاکٹر تصور اسلم بھٹہ	ذیقعدہ	۵۳
۷۰	غزہ: تہذیبوں کے چوراہے کی تہذیب	جناب سجاد اظہر	ذیقعدہ	۵۸
''گوشۂ سیرت''				
۱	سید الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم	مولانا محمد حنیف جالندھری مدظلہم	ربیع الاول	۹

۲	سیرت النبی کی ایک جھلک	مولانا مفتی صہیب قاسمی	ربیع الاول	۱۱
۳	دعاء ومناجات: سیرت نبوی کا ایک جزو اعظم	مولانا ریاض الرحمٰن رشادی	ربیع الاول	۲۲
’’شخصیت‘‘				
۱	مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی رحمہ اللہ	جناب احمد مجتبیٰ نقشبندی	محرم الحرام	۵۷
۲	حضرت مولانا ارشاد احمد رحمہ اللہ	مولانا سراج الحق	صفر المظفر	۴۱
۳	حضرت مولانا سائیں عبد الصمد ہالیجویؒ	جناب نوید مسعود ہاشمی	ربیع الاول	۵۵
۴	مولانا ڈاکٹر امجد علی رحمہ اللہ	مولانا عمر انور بدخشانی	ربیع الاول	۵۷
۵	امام ابو منصور ماتریدی رحمہ اللہ	مولانا مدثر جمال تونسوی	ربیع الثانی	۱۸
۶	شیخ الحدیث مولانا ظفر احمد قاسم رحمہ اللہ	مولانا شکیل احمد ظفر	جمادی الثانی	۵۹
۷	استاذ العلماء مولانا عبید اللہ ریگی رحمہ اللہ	مولانا مفتی عطاء اللہ	رجب المرجب	۵۸
’’کارکردگی وفاق‘‘				
۱	تدریب المعلمین کے جامع نصاب کی تیاری	صاحبزادہ مولانا طلحہ رحمانی	محرم الحرام	۲۵
۲	تدریب المعلمین کا کامیاب انعقاد	صاحبزادہ مولانا طلحہ رحمانی	محرم الحرام	۳۰
۳	تدریب المعلمین ایک مفید اور مبارک سلسلہ	مولانا عبد القدوس محمدی	محرم الحرام	۳۵
۴	وفاق المدارس (کے پی کے) کی سرگرمیاں	مولانا مفتی سراج الحسن	محرم الحرام	۴۰
۵	مجالس تدریب المعلمین (بلوچستان)	مولانا سید عبد الرحیم حسینی	محرم الحرام	۵۷
۶	وفاق کی مجلس عاملہ اور مجلس شوریٰ کے اجلاس	مولانا عبد القدوس محمدی	صفر المظفر	۴۸
۷	روداد اجلاس مسؤلین وسطی اضلاع وہزارڈویژن	مولانا مفتی سراج الحسن	صفر المظفر	۵۴
۸	صوبہ خیبر پختونخوا میں وفاق کی سرگرمیاں	مولانا مفتی سراج الحسن	ربیع الثانی	۵۸
۹	تدریب المعلمین پروگرام برائے ضلع ڈیرہ باجوڑ	مولانا راحت اللہ مدنی	جمادی الاولیٰ	۵۳

۱۰	اجلاسات وتربیتی پروگرامات خیبر پختون خوا	مولانا مفتی سراج الحسن	شعبان المعظم	۵۵
۱۱	اجلاس تدریب الممتحنین بلوچستان	مولانا سید عبدالرحیم	شعبان المعظم	۵۹
۱۲	بلوچستان میں وفاق کے پرچہ جات کی جانچ پڑتال	مولانا عبدالرزاق زاہد	رمضان المبارک	۵۲
۱۳	روداد مارکنگ پرچہ جات سالانہ امتحان ۱۴۴۵ھ	جناب سیف اللہ نوید	رمضان المبارک	۵۸
۱۴	صوبہ خیبر پختون خواہ میں پرچوں کی جانچ پڑتال	مولانا مفتی سراج الحسن	رمضان المبارک	۶۰
۱۵	وفاق المدارس کے تحت صوبہ سندھ میں پرچوں کی مارکنگ	صاحبزادہ مولانا طلحہ رحمانی	رمضان المبارک	۶۳
۱۶	وفاق کے سالانہ امتحانات کے نتائج کا اعلان	ادارہ	شوال المکرّم	۴۲
۱۷	سالانہ امتحان میں پوزیشن ہولڈر طلبہ وطالبات	ادارہ	شوال المکرّم	۴۵
۱۸	اجلاس برائے امور جانچ پڑتال صوبہ بلوچستان	مولانا سید عبدالرحیم حسینی	رجب المرجب	۵۳
''متفرقات''				
۱	استاذ کی دو اہم خوبیاں	شیخ الحدیث مولانا انوار الحق مدظلہم	محرم الحرام	۳۴
۲	خطباء وعلماء کو چاہیے کہ وہ عمدہ اسلوب اپنائیں	مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندرؒ	محرم الحرام	۴۸
۳	طلبہ کے حالات کی نگرانی		محرم الحرام	۵۶
۴	باطنی امراض نورِ علم سے محرومی کا سبب ہیں	حضرت مولانا سلیم اللہ خانؒ	صفر المظفر	۳۱

۵	اپنے اندر علمی کمال پیدا کریں	حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندرؒ	صفر المظفر	۵۸
۶	بیت المقدس میں نماز کی فضیلت		جمادی الاولیٰ	۲۲
۷	صحابہ کی دنیا سے بے رغبتی		جمادی الاولیٰ	۶۱
۸	اعداء اسلام	حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندرؒ	جمادی الثانی	۴۴
۹	فقہ کی اہمیت	حضرت مولانا عاشق الٰہی بلند شہریؒ	رجب المرجب	۳۷
۱۰	''ناشطہ'' اور ایک بنگالی طالب علم	ڈاکٹر تابش مہدی	شعبان المعظم	۵۱
۱۱	اچھا برتاؤ		رمضان المبارک	۱۱
۱۲	جدید تقاضے	محمد احمد حافظ	رمضان المبارک	۳۹
۱۳	علم دین مقصود بالذات نہیں	کتاب ''تحفۃ العلماء''	رمضان المبارک	۴۱
۱۴	مدرسین حضرات کے لیے چند رہنما ہدایات	مولانا مفتی سلمان منصور پوری	ذیقعدہ	۳۸
۱۵	دورہ حدیث کے طلبہ کے لیے تین مفید کتابیں	مولانا محمد یاسر عبداللہ	ذیقعدہ	۶۴

تبصرہ کتب:

تبصرہ نگار: مولانا محمد احمد حافظ

شمارہ محرم الحرام:......۱۔ تلخیص البیان فی فہم القرآن / مولانا محمد زاہد انور۔ ۲۔ زیارت روضۂ اقدس / مولانا مفتی ابوالخیر عارف محمود۔ ۳۔ آداب و اسباب اختلاف / مولانا ذیشان یٰسین۔ ۴۔ پانی کے مسائل، وسائل اور شرعی احکام / مولانا ذیشان یٰسین۔

شمارہ صفر المظفر:......۵۔ قواعد علوم الحدیث / ڈاکٹر محمود الطحان مترجم: مفتی ارشاد الرحمٰن معتصم۔ ۶۔ اہل قرآن کا تاویلی فلسفہ ختم نبوت / ڈاکٹر ظفر اقبال خان۔ ۷۔ مقام نبوت کی اسلامی تعبیر / ڈاکٹر ظفر اقبال خان۔ ۸۔ سوانح حیات مولانا عبداللہ جان / مولانا حبیب اللہ۔

شمارہ ربیع الاول:......۹۔ تفسیر لاہوری / شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ۔ ضبط و ترتیب: مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ۔

شمارہ ربیع الثانی:......۱۰۔تفاسیر اور مفسرین رمولانا مفتی انور خان سالارزئی۔۱۱۔مثالی استاذ رمولانا محمد حنیف عبدالمجید۔۱۲۔آ ؤ پرسکون زندگی گزاریں رفقیر حبیب اللہ نقشبندی۔۱۳۔رشحاتِ قلم رمولانا حافظ سید امین الحق۔

شمارہ جمادی الاولیٰ:......۱۴۔فتوحاتِ اہل سنت (مناظروں کا مجموعہ حضرت مولانا عبدالشکور لکھنویؒ)، ترتیب: مولانا ثناء اللہ سعد شجاع آبادی۔۱۵۔اعجاز لصرف رمولانا عیسیٰ خان گورمانی رحمہ اللہ۔۱۶۔حیات طیبہ من اجتناب السیئہ رقاری عبدالجبار مجاہد۔۱۷۔تاریخ روغانی رمولانا عبدالستار درویش۔

شمارہ رجب المرجب:...... ۱۸تحریک تحفظ ختم نبوت: ڈاکٹر عمر فاروق۔ ۱۹۔ تذکرہ حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی۔ڈاکٹر محمد میاں صدیق۔۲۰۔مسلہ فلسطین: مولانا زاہدالراشدی۔۲۱۔ پروفیسر قاری بشیر حسین حامد: حافظ صہیب علی۔۲۲۔ہدایت النحو: تحقیق و تلخیص: مولانا امان اللہ۔

شمارہ شعبان المعظم:......۲۳۔نقوش مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم: مولانا زبیر احمد صدیقی۔۲۴۔ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا: مولانا حافظ محمد بلال حقانی۔۲۵۔حرمین کرونا کے بعد (سفرنامہ): ڈاکٹر سید عزیز الرحمٰن۔ ۲۶۔استنبول میں آٹھ دن: ڈاکٹر سید عزیز الرحمٰن۔۲۷۔یادوں کے چراغ: مولانا شکیل احمد ظفر۔

شمارہ شوال المکرّم:...... ۲۸۔ برصغیر میں فقہ حنفی کا ارتقاء: ڈاکٹر سید انور علی باچا۔ ۲۹۔ الہامیہ اردو شرح عقیدہ طحاویہ: مولانا ابوسفیان غلام فرید۔۳۰۔علم اور اہل علم......فضائل اور ذمہ داریاں: مولانا حافظ محمد طاہر بشیر / مولانا شفیق الرحمٰن علوی۔۳۱۔شرابِ طہور: مولانا فضل الرحمٰن دھرم کوٹی۔

شمارہ ذیقعدہ:......۳۲۔چمنستان ختم نبوت کے گلہائے رنگارنگ: حضرت مولانا اللہ وسایا۔

نوٹ: اس ماہ کے مشمولات اشاریہ میں شامل نہیں، انہیں اسی شمارے میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔

دعائے مغفرت کی اپیل

وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے شعبہ نشر و اشاعت کے معاون مولانا حاجی مختار احمد صاحب کے بڑے بھائی جناب ارشاد احمد صاحب کا 30 مئی کو انتقال ہوگیا۔۔۔انا للہِ وانا الیہ راجعون.
مرحوم نہایت صالح اور پابند صوم وصلوٰۃ تھے۔وقلبہ معلق بالمسجد کی زندہ مثال تھے۔آخر وقت میں کلمہ طیبہ اور کلمہ شہادت کا ورد کرتے ہوئے اس دنیا سے رخصت ہوئے؛ جوان کے حسنِ خاتمہ کی دلیل ہے۔قارئین وفاق المدارس سے ان کی کامل مغفرت اور بلندی درجات کے لیے دعا کی درخواست ہے۔(ادارہ)